تفسیر آیت النور

مصنف

للمحقق المتقن حضرۃ مولانا الشاہ رفیع الدین المحدث الدہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

تحقیق و مقدمہ

حضرۃ مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتی مدظلہ العالی

بانی مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

مترجمہ

حضرۃ مولانا حافظ عزیز الرحمن صاحب ایم۔ اے ایل۔ ایل۔ بی

مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

ناشر

ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم

نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ

تفسیر آیت النُّور

مصنف: الشاہ رفیع الدین المحدث الدہلویؒ

تحقیق ومقدمہ: شیخ القرآن صوفی مولانا عبدالحمید سواتیؒ

ترجمہ: مولانا عزیز الرحمٰن صاحب

پیشکش: طوبیٰ ریسرچ لائبریری

toobaa-elibrary.blogspot.com

جملہ حقوق بحق ادارہ محفوظ ہیں

نام کتاب ـــــ تفسیر آیتُ النّور

تالیف ـــــ حضرۃ مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ

تحقیق و مقدمہ ـــــ حضرۃ مولانا صُوفی عبدالحمید سواتی مدظلہ

مترجم ـــــ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن، ایم اے، ایل ایل بی

کتابت ـــــ شوکت محمود صدیقی، ادارہ انیس الکتابت گوجرانوالہ

تاریخ طبع اوّل ـــــ جمادی اُخریٰ ۱۳۸۲ ھ

تاریخ طبع دوم ـــــ شعبان المعظم ۱۴۱۵ھ بمطابق ۱۹۹۵ء

مطبع ـــــ زاہد بشیر پرنٹنگ پریس لاہور

ناشر ـــــ ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

تعداد ـــــ ۵۰۰ (پانچ سو)

قیمت ـــــ ۳۹/ روپے

ـــــ ملنے کے پتے ـــــ

۱۔ ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
۲۔ مکتبہ دروسُ القرآن فاروق گنج گوجرانوالہ
۳۔ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور
۴۔ مکتبہ سیّد احمد شہید 〃 〃
۵۔ مکتبہ حلیمیہ جامعہ بنوریہ کراچی ۱۶
۶۔ کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان
۷۔ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی

رائے گرامی

حضرت مولانا علاّمہ شمسُ الحق افغانی رحمہ اللہ تعالیٰ

سابق وزیر معارف شرعیہ ریاستہائے متحدہ بلوچستان، شیخ التفسیر دارالعلوم دیوبند و شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، حال صدر شعبہ تفسیر جامعہ اسلامیہ بہاولپور

جناب صُوفی صاحب زیدت فیوضاتکم

السّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ؛ حسب الحکم انتہائی مصروفیت کی وجہ سے تفسیر آیتِ نور کے متعلق حقیر کی اجمالی رائے حسب ذیل ہے:

یہ اڑتالیس صفحات کا رسالہ ہے جو اسرار المحبۃ کی طرح عربی زبان میں ہے۔ مَیں آجکل تعارف علوم القرآن لکھ رہا ہوں جس کی اشاعت کی خدمت کے لیے دارالعلوم دیوبند کے شعبہ معارف القرآن نے مجھ کو لکھا ہے۔ اس کتاب میں ایک باب مشکلات القرآن کا ہے جس میں آیت النور بھی داخل ہے یہ رسالہ کسی اور مطبع کا میرے ذاتی کتب خانہ میں موجود ہے لیکن اس وقت میرے پاس نہ تھا۔ زیر تقریظ رسالہ کو جو مَیں نے دیکھا تو اس سے مَیں نے کافی استفادہ کیا جس کی بناء پر مَیں یہ کہہ سکتا ہوں کہ آیت نور کے متعلق تفاسیر کا جس قدر ذخیرہ موجود ہے یہ چھوٹا سا رسالہ ان سب پر بھارا ہے۔ اس سے ناظرین رسالہ مذکورہ کی اہمیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

فقط والسّلام

احقر شمس الحق افغانی
جامعہ اسلامیہ بہاول پور
۳ر شعبان المعظم ۱۳۸۶ھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

پیش لفظ طبع دوم

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہ تفسیر آیۃ النور کا یہ چھوٹا سا کتابچہ اپنے مقاصد و معانی کے اعتبار سے کثیر الضخامۃ کتب پر بھاری ہے۔ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ کا یہ رسالہ مخطوطات سے مع تصحیح کے پہلی دفعہ ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کو ۱۳۸۲ھ میں شائع کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ کافی عرصہ ہوا کہ اس کا پہلا ایڈیشن ختم ہوگیا تھا۔ چونکہ پہلا ایڈیشن صرف عربی تھا۔ بعض حضرات کی خواہش تھی کہ اگر اس کا ترجمہ بھی ساتھ ہوتا تو جو لوگ عربی نہیں جانتے ان کے لیے بھی اس کے پڑھنے کا موقع بن جاتا۔ احقر کی صحت اور بصارت اسکی اجازت نہیں دیتی تھی کہ احقر اس کا ترجمہ کر سکتا۔ احقر کے خیال میں اس کے ترجمہ کے لیے موزوں شخصیت ہمارے رفیق مولانا عزیز الرحمٰن صاحب فاضل مدرسہ نصرۃ العلوم و ایم۔ اے، ایم۔ او۔ ایل، ایل۔ ایل۔ بی جو تقریباً پندرہ سال تک مدرسہ نصرۃ العلوم میں ایک اچھے کامیاب مدرس کی حیثیت میں تعلیمی خدمات انجام دیتے رہے ہیں، تھی۔ چنانچہ احقر کی خواہش پر انھوں نے اس کا اردو ترجمہ کر دیا۔ اب دوسرا ایڈیشن مع ترجمہ شائع کیا جا رہا ہے اسکے ساتھ حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ کی تقریظ بھی شائع کی جا رہی ہے جس سے اس تفسیر کی اہمیت اہلِ علم کے نزدیک واضح ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے اہلِ علم کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ بھی امام ولی اللہؒ کی حکمت کو آسان بنانے کے سلسلہ کی کڑی ہے۔

واللہ الموفق والمعین بحرمۃ النبی الامی و آلہ و صحبہ اجمعین۔

برحمتک یا ارحم الراحمین۔

احقر عبدالحمید سواتی

شعبان ۱۴۱۴ھ — فروری ۱۹۹۴ء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

پیش لفظ!

طبع اول

تفسیر آیت النور

یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے۔ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ کی تصنیفات میں سے جس میں شاہ صاحبؒ نے آیت النور (سورۃ نور، رکوع ۴) کی تفسیر لکھی ہے اس رسالہ میں خطبہ کے بعد آپ نے ایک مقدمہ، ایک مقصد، ایک تکملہ اور آخر میں خاتمہ درج کیا ہے۔ مقدمہ میں سب سے پہلے یہ بیان فرمایا ہے کہ معارف الٰہیۃ (حقائق) سے بحث کرنے والے اسلاف میں پانچ گروہ ہیں۔ محدثینِ عظام، متکلمین، صوفیہ کرام، فلاسفہ (حکماء، اشراقیین و مشائیین) اور پانچواں اپنے والد بزرگوار حکیم الامتؒ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو بتایا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ ان کے کئی اصول اور اصطلاحات ہیں۔ اپنے والد کو ان تمام پر ترجیح دی ہے اور ان کے مسلک کو زیادہ ادق اور اشمل سے تعبیر کیا ہے۔

اس کے بعد مقدمہ میں آیت کے وجوہ قراءۃ بیان کیے ہیں اور مثال کی وضاحت کی ہے پھر مقصد میں اوّلاً ان تمام مسالک کے مطابق آیت کی تفسیر بیان کی ہے۔ اور دس وجوہ بیان کیے ہیں جن میں آیت کی مختلف تاویلات اور تفسیرات ان مختلف گروہوں کی طرف سے کی گئی ہیں۔

پھر تکملہ میں مزید وجوہ تاویل جو دیگر مختلف ارباب علوم و فن کی طرف سے استنباط و استخراج کی جا سکتی تھیں وہ بیان کر دی ہیں اور آخر میں خاتمہ ہے اور یہ بہت اہم ہے۔ اس

میں مثال کی تشبیہات کی وضاحت کی ہے اور اشارات کو متعین کیا ہے اور اس حصہ میں حکمت ولی اللہی کی کچھ باتیں بیان کر دی ہیں، اور پھر آیت النور کے بعد والی آیات کو بھی ساتھ حل کر دیا ہے۔

تکملہ اور خاتمہ کی اہمیت و افادیت اس لیے بھی بہت زیادہ ہے کہ آیت کی تفسیرات مختلفہ اور تاویلات متنوعہ دیگر تفاسیر میں بھی موجود ہیں لیکن اس میں جن حقائق کی طرف اشارات کیے گئے ہیں۔ ان کی وضاحت اور تشریح یہ صرف حکمت ولی اللہی کا خاص حصہ ہے جو دوسری کتابوں میں کہیں نہیں دستیاب ہو سکے گا۔

حضرت شاہ رفیع الدینؒ کی کتابوں کا اجمالی تعارف ہم نے "مجموعہ رسائل" کے مقدمہ میں لکھا تھا۔ اس وقت ان کتابوں میں سے صرف مجموعہ رسائل، علامات قیامت، اور ترجمہ قرآن کریم ہی ہمارے پاس موجود تھیں اور ان کے علاوہ کوئی کتاب اُس وقت نہیں مل سکی تھی ہم برابر تلاش میں لگے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے شاہ رفیع الدینؒ کی کئی اہم کتابیں ہمیں مل چکی ہیں اور جن کی نقل ہم نے حاصل کر لی ہے شاہ صاحبؒ کی معرکۃ الآراء کتاب "تکمیل الاذہان"، رسالہ "مقدمۃ العلم"، "اسرار المحبۃ" ان کی تصحیح و اشاعت بھی ہمارے پیش نظر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جب سامان پیدا کر دیا تو یہ بھی اہل علم کی خدمت میں پہنچ جائے گی۔

اس وقت تفسیر آیت النور پیش کی جا رہی ہے۔ اسکی نقل ہم نے بہاول پور پہنچ کر حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب ظفر پوری (فاضل دار العلوم دیو بند سابق مدرس جامعہ عباسیہ تلمیذ حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ و حال خطیب جامع مسجد بیکانیری گیٹ بہاول پور) سے حاصل کی ہم حضرت محمد عبد اللہ صاحب کے شکر گزار ہیں کہ انھوں نے ان کتابوں کی نقل لینے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ مولانا کے پاس تفسیر آیت النور اور تکمیل الاذہان یہ دونوں کتابیں قلمی موجود ہیں۔ اور یہ دراصل مولانا عبد التواب ملتانیؒ کی کتابیں تھیں جو فروخت ہوتے ہوئے مولانا محمد عبد اللہ صاحب تک پہنچی ہیں تفسیر آیت النور کا نسخہ مولوی عبد التوابؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور اس کے آخر میں یہ عبارت درج ہے: "تم الکتاب ولہ الحمد عام الف وثلاث مائۃ وتسع بعد الھجرۃ لسبع بقین من شھر جمادی الاولیٰ یوم السبت من ید الفقیر الی اللہ الغنی عبد التواب الملتانی۔ اللّٰھم اغفر لہ ولوالدیہ واحسن الیھما والیہ۔ وانعم علیھما بما لدیک وعلیہ الحق آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔" تفسیر آیت النور جہاں تک ہماری معلومات ہیں اس سے قبل طبع نہیں ہوئی ہم پہلی مرتبہ اس کی طباعت کرا رہے ہیں۔

ہم نے اصل اسی نسخہ ملتانی کو قرار دیا ہے اور اس کے بعد اس کا تقابل مجلس علمی کے قلمی نسخہ سے کیا ہے جس نسخہ کو ہماری طلب پر مجلس علمی کراچی کے ناظم حضرت مولانا محمد طاسین صاحب نے ہمارے پاس بھیج دیا۔ ہم مولانا مدظلہ کے از حد شکر گزار ہیں کہ انھوں نے علمی خدمت میں فیاضی سے کام لیتے ہوئے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مجلس علمی کا یہ نسخہ جس کے آخر میں نسخہ کی تاریخ ۲۱ صفر ۱۲۷۹ھ تم المقابلہ درج ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نسخہ ہندوستان کے متعدد نسخوں سے مقابلہ کے بعد مرتب کیا گیا ہے۔ بالخصوص آ، ط[عہ] کے نسخہ کی تصحیح مختلف مقامات میں نہایت ہی مفید اور کارآمد ہے جو نسخہ ہم پیش کر رہے ہیں اس لحاظ سے گویا متعدد نسخوں سے تصحیح کے بعد تیار ہوا ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذلک لیکن اسکے باوجود بھی کئی مقامات ایسے رہ گئے ہیں کہ جن کی تصحیح نہیں ہو سکی اہل علم جب پڑھیں گے تو امید ہے اس کو حل کرنے کے بعد ہمیں اطلاع دے کر شکریہ کا موقع دیں گے۔

حضرت شاہ رفیع الدینؒ کی کتب کی اہمیت

شاہ صاحب کی کتابوں کی اہمیت اور ان کا افادی پہلو اہل علم کے سامنے ان کتابوں اور

عہ آ، ط سے مراد قاضی اطہر علی مبارک پوری ہیں۔ ۱۲ سواتی

رسائل کا نہایت غور سے مطالعہ کرنے کے بعد ہی واضح ہو سکتا ہے۔

پھر یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ یہ خالص علمی سطح کی کتابیں اور رسائل ہیں عام استعداد کے لوگ ان سے بآسانی استفادہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی انھیں ان کے پیچھے پڑنا چاہیے۔ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ان کتب کے مطالعہ کے بعد حکمت کے متلاشی اور کشف دقائق کے لوگ حضرت حکیم الامت شاہ ولی اللہؒ کی کتب سے جو سراسر علم و حکمت سے لبریز ہیں جیسا کہ آپکے فرزند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ معاد جسمانی کی بحث میں فرماتے ہیں:

وبالجملة فبسط الكلام موقوف على تمهيد اصول بسطها سيدى الوالد فى كتبه فمن شاء تفصيل تلك الاصول فليرجع الى تصانيفه المملوّة نورًا وصدقا۔ (فتاوی عزیزی ص۵۹ ج۱) استفادہ آسان ہو سکتا ہے حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ اپنی تصانیف میں اسلام کو ایسے حکیمانہ انداز میں پیش کرتے ہیں اور اسلام کی باریکیوں کو ایسے طریق پر سمجھاتے ہیں کہ ایک طرف تو تمام عقلِ سلیم اور فہمِ مستقیم رکھنے والے لوگ آسانی سے اسلام کے حقائق کو پا سکتے ہیں۔ شاہ صاحب ایسے اصول مقرر کرتے ہیں جنکو ملحوظ رکھنے کے بعد جن مشکلات سے اہلِ علم دوچار ہوتے ہیں وہ آسانی سے حل ہو جاتے ہیں۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ اگر اسلام اس طرح دل میں بیٹھ جائے تو پھر کوئی فتنہ اسکو متزلزل نہیں کر سکتا۔ یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ اسلام کی ہمہ گیری اور اس کے تمدنی وسیاسی قوانین کا اتنا وسیع مطالعہ اور اسلام کی حکمتِ عملی اور اسکے اسرار و رموز کو اتنی وسعت کے ساتھ سمجھانا شاید شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد اس سرزمین میں کسی اور عالم کو نصیب نہیں ہوا یہ اللہ تعالیٰ کی دین ہے۔

فلسفہ ولی اللّٰہی کی شدید ضرورت

اس دورِ پُرفتن میں جبکہ نسلِ انسانی ہمہ گیر فتنوں کی زد میں ہے خصوصاً اسلام اور

اہلِ اسلام کی دشمنی اور بیخ کنی میں تمام شیطانی طاقتیں مصروفِ پیکار ہیں۔ اس لیے بھی ان فتنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے اس فلسفہ کی اشاعت اور اس سے استفادہ و افادہ ضروری ہے اور یہی چیز ہمارے پیشِ نظر ہے۔

جہاں تک اسلاف کرام کی علمی خصوصیات اور ان کی کتب کا تعلق ہے ان میں بعض تو ایسے ہیں جن پر عقلی رنگ کا غلبہ ہے اور بعض پر نقلی رنگ کا غلبہ ہے اور بعض کشف کے زیادہ دلدادہ ہیں لیکن یہ خصوصیت صرف علوم ولی اللّٰہی کو حاصل ہے کہ ان تینوں علوم کو متوازن درجہ میں رکھ کر ان سب سے استفادہ کرنا اور پھر ہر ایک کو اپنے مقام میں رکھ کر اس کی اہمیت اور ضرورت کو پوری طرح واضح کرنا۔

اہلِ علم کے درجہ تکمیل کے لیے ان تینوں علموں سے روشناس ہونا ضروری ہے وسعتِ نظر، فکر کی گہرائی، عمل کی پختگی اور تہذیبِ نفس اس کے بغیر نہیں میسر ہو سکتی مغربی تعلیم سے متاثر حضرات کے لیے بھی ایک لمحہ فکریہ پیدا ہو جاتا ہے اس لیے کہ مغرب میں علوم و فنون کی وسیع اشاعت نے بھی انسانی افکار پر غیر معمولی اثر ڈالا ہے۔ لیکن اگر وہ لوگ حضرت شاہ ولی اللہؒ کا مرتّب کیا ہوا فلسفہ پڑھیں گے تو انھیں بین طور پر محسوس ہوگا کہ انسانی مشکلات کو جس طرح اس فلسفہ میں حل کیا گیا ہے۔ اس سے مغربی علوم اور فلسفہ جدیدہ اور فنون مختلفہ بالکل خالی ہیں۔ پھر انسانی ذہن اور فکر کو جو بلندی فلسفہ ولی اللّٰہی کے پڑھنے سے نصیب ہو سکتی ہے وہ کسی دوسرے فلسفہ میں بالکل ناپید ہے۔

علمی طور پر بھی حضرت شاہ صاحبؒ نے اپنی تصنیفات میں اس قدر مواد جمع کر دیا ہے کہ صدیوں تک بھی مختلف اکیڈمیاں تحقیق و ریسرچ کرتی رہیں تو بھی اس پر حاوی ہونا آسان کام نہیں۔ الغرض کہ اس میں روحانی ترقی اور اصلاحِ عالم دونوں کے لیے سامان موجود ہے نظر و فکر کے لیے وجہ شادابی اور علم و عمل کے لیے وسیع میدان۔ دُنیا و آخرت کے سلسلہ کا ارتباط و انضباط۔ الغرض انسانی تکمیل کے لیے بہترین سامان

موجود ہے۔ زندگی کا کونسا گوشہ ہے جس پر اس عظیم المرتبت حکیم کی نگاہ نہیں۔ الغرض معاش و معاد، خلافت و حکومت، اقتصادیات و معاشیات، علم کلام کے دقیق مسائل آیاتِ قرآنی کی مشکلات، فقہاء کے استنباطات و استخراجات کی باریکیاں، منطق و فلسفہ کے ادق مطالب ان تمام اطراف و جوانب پر اس حکیم الامت کی نظر ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی کتب اور علوم حکمتِ اسلامیہ اور فلسفہ ربانی کے اخذ کا بہترین ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔

ائمہ ولی اللّٰہیین

حضرت شاہ صاحبؒ کی حکمت کو سمجھانے کے لیے سب سے پہلے آپ کے حقیقی فرزندانِ گرامی (جن میں سے ہر ایک اپنی جگہ امام ہے) نے کوشش کی ہے۔ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحبؒ، شاہ رفیع الدینؒ، شاہ عبدالقادرؒ اور آپ کے پوتے حضرت شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ اور ان کے بعد سب سے زیادہ جن کی کتب سے اس فلسفہ کو سمجھنے کی استعداد پیدا کی جا سکتی ہے اور ان سے امداد حاصل کی جا سکتی ہے وہ بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی ذاتِ بابرکات ہے۔

موجودہ دور میں جس شخصیت نے اس حکمتِ ولی اللّٰہی کی تفہیم و تسہیل کو اپنی زندگی کا مقصد بنایا اور بہت محنت سے اس کی پوری حقیقت کو سمجھ کر اسے عام کیا وہ امام الانقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ ہیں جنھوں نے لکھا ہے کہ ہم نے اپنے استاذ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسنؒ کی خدمت میں اٹھارہ برس رہ کر اسلام کی حکمت عملی اور اسلامی سیاست اور حکمتِ ولی اللّٰہی کو سیکھا ہے۔

حضرت شاہ رفیع الدینؒ

اس سلسلہ میں حضرت شاہ رفیع الدینؒ کا مقام بہت بلند ہے۔ خواص کے لیے آپؒ نے بہت قیمتی علمی ذخیرہ چھوڑا ہے اور بعض فنون مستقل طور پر آپ نے مدون فرمائے ہیں مثلاً فنِ تحصیل، فنِ تطبیق الاراء، اور اسی طرح اسرار المحبۃ کو بطور فن کے غالباً سب سے پہلے آپ نے ہی پیش کیا ہے اور منطق اور امورِ عامہ کے اندر بھی آپ نے بعض مفید تحقیقات کا اضافہ کیا ہے۔

حضرت شاہ صاحبؒ کی کتابوں کے مطالعہ کے بعد اس کا پتہ چلتا ہے کہ آپ نے غیر معمولی کام سرانجام دیا ہے بعض کتابیں (مثلاً تکمیل الاذہان) آپ نے ایسی تصنیف فرمائی ہیں کہ بلاریب تمام علوم میں وہ فائدہ پہنچانے والی ہیں۔ علم الحقائق والمعارف میں بھی ایک کتاب (دمغ الباطل) ایسی مفید کتاب ہے کہ ان علوم میں دسترس رکھنے والے حضرات نے اس کی بہت تعریف کی ہے۔ قال الشیخ المحدث المحسن التیمی فی کتابہ الیانع الجنی "وکتابہ "دمغ الباطل" فی بعض المسائل الغامضۃ من علم الحقائق معروف اثنی علیہ اهلها" جیسا کہ ظاہر ہے کہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدینؒ نے خواص کے لیے یہ کتب تصنیف فرمائی ہیں۔ (لتقریبہم الی فلسفۃ الولی اللّٰہیۃ) لیکن عام اہلِ علم حضرات بھی ان کتابوں سے بہت کچھ اخذ کر سکتے ہیں۔ مالا یدرک کلہ لا یترک کلہ۔

بہرحال یہ ہمارے اسلاف کرام کے علمی جواہر پارے اور تبرکات گرانمایہ ہیں جن کی اشاعت سے ہم دلی خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے صحیح طریقہ پر استفادہ کرنے کا موقع عطا فرمائے۔ آمین۔

تفسیر آیت النور

دراصل حضرت شاہ ولی اللہؒ کی تفسیر کی تکمیل و تتمہ ہے یا تسہیل و تشریح۔ اصل میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب سطعات (جس میں حضرت

tooba-elibrary.blogspot.com

نے عالم شہادت اور عالم مجرد کے درمیان ربط وارتباط سمجھایا ہے ، میں آیت النور کی تفسیر اپنی حکمت کی روشنی میں لکھی ہے چونکہ وہ اچھی خاصی غامض ہے تو شاہ رفیع الدینؒ نے اس آیت کے بارہ میں محدثین، متکلمین، صوفیہ اور حکماء کے طرز سے تفسیر بیان کرنے کے بعد اپنے والد بزرگوار کے طریقہ کو درج کیا ہے اور تکملہ اور خاتمہ میں ان باریک باتوں کو حل کیا ہے جو شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تفسیر میں ملحوظ رکھی گئی ہیں۔ اس لحاظ سے یہ رسالہ بھی حکمت ولی اللہؒ کی تسہیل کے لیے ایک کلید ہے۔ اہلِ علم کو یہ رسائل غور سے پڑھنے چاہئیں کیونکہ علمی رسوخ، عمیق تحقیق، وسعتِ نظر، دقّتِ فکر، اعتدال وانصاف اور علوم الاوائل میں مہارت ایسی ہی کتابوں کے حل کرنے سے پیدا ہوسکتی ہے۔ خود حضرت شاہ رفیع الدینؒ کی وسعتِ علمی اور دقتِ نظر کا اندازہ بھی ان سے لگایا جاسکتا ہے ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۔

وذکر الشیخ المحسن التیمیؒ فی ذکرہ "رفیع الدین المحقق المتقن کان مقدما علی کثیر من اقرانہ وکانت لہ خبرۃ تامۃ بغیر هذہ العلوم ایضا من علوم الاوائل وهذا قلما یتفق مثلہ لاهل العلم"

یہ رسالہ ایسا ہے کہ حضرت شاہ رفیع الدینؒ نے اس میں عجیب وغریب تحقیق کی ہے اہلِ علم جب اسے غور سے پڑھیں گے تو ان کے لیے ازدیاد بصیرت کا باعث ہوگا۔ چونکہ تفسیر آیت النور دراصل حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی تفسیر کا تتمہ یا تکمیل ہے اس لیے ہم اس تفسیر کے شروع کرنے سے پہلے ہی آیت النور کا پورا رکوع اور اس کا ترجمہ فتح الرحمٰن سے درج کرتے ہیں اور اس کے بعد سطعات سے شاہ ولی اللہ کی وہ تفسیر جو شاہ صاحبؒ نے اس آیت کی تحریر فرمائی ہے نقل کردی ہے اور پھر تفہیمات الٰہیہ سے اس آیت کے متعلق ایک تفہیم درج کردی ہے تاکہ یہ سب ایک متن کی طرح ناظرینِ کرام کے سامنے ملحوظ خاطر رہے۔

التقریب

"تفسیر آیۃ النور" رسالۃ صغیرۃ الحجم، دقیقۃ المسلک، جامعۃ لوجوہ تاویلات آیت النور، وحافلۃ لتفصیلات المثال، والتشبیہات الالٰہیۃ، بعبارۃ موجزۃ واختصار تام، والحق ان دأب المصنف فی جمیع مصنفاتہ ہو دقۃ النظر، وتحقیق عمیق، وتعبیر موجز غایۃ الایجاز، واسترسال النظر الی مالایتناہی من المعانی والدقائق، واخفاء المقاصد تحت رموز خفیۃ غامضۃ قلما تبلغ انظار عامۃ اہل العلم الیہا۔

والمصنفؒ حقیق بدأبہ، وحری بوطیرتہ، وکل یعمل علی شاکلتہ، لان مطمح نظرہ ہو تکمیل اصحاب العلم الراسخین الذین تعلموا العلم بدقۃٍ تامۃ ومحنۃ شاقۃ وجہد بلیغ، ولانہ لم یصنف عامۃ رسائلہ وکتبہ، لعامۃ اہل العلم الذین عبروا فی الدرسیات ومروا فیہا مر السحاب، ولم یتقنوا العلوم والفنون حق الاتقان، ولم یحفظوا مسائل الفن، ولا لطلاب الدروس الابتدائیۃ لانہم لم ینضج عقولہم، ولم تبلغ فہومہم الی درک الحکمۃ وفہم الفلسفۃ الالٰہیۃ، والاسرار الغامضۃ، والمصنفؒ یجہد جہداً بلیغاً لتفہیم علوم والدہؒ ولیصعد اہل النظر والفکر الی ذروۃ الکمال، کما ہو شان حکماء الربانیین، واصحاب الاتقان، وارباب الرسوخ فی العلم والعمل۔

وضع المصنفؒ اولاً فی ہذہ الرسالۃ مقدمۃ ذکر فیہا امورا۔

منہا ان الباحثین عن المعارف الالٰہیۃ، والحقائق الثابتۃ، من السلف خمس طوائف المحدثون[1] والصوفیۃ[2]، والمتکلمون[3]، والفلاسفۃ[4]، ثم لوالدہؒ اصول واصطلاحات، ثم رجح والدہؒ علی الکل بان مسلکہ ادق واشمل ولاشک فیہ، لانہ حکیم الامۃ المحمدیۃ (علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) وصاحب آیات بینات، محدث جلیل، وفقیہ کامل فی درجۃ المجتہد المنتسب، وفیلسوف عبقری، لہ نظرۃ غائرۃ فی اسرار الشریعۃ الغراء، وفہم

دقيق لرموز الدين القويم، عالم باصول ومباني، وقواعد الاسلام، ورموزه الباطنة الغامضة، فلا شبهة ان مسلكه ادق واشمل، لعمق تفكيره، وشمول مسلكه على المذاهب النقلية والعقلية والكشفية وله كتب ممتعات ونافعة جدا في علوم شتى وفنون مختلفة، خدم الدين طول عمره علما ودرس القرآن الحكيم، والحديث النبوي، والفقه على طريقة الحنفية والشافعية، وصنف وذكّر، وارتاض برياضات شاقة للتزكية الروحانية، وجالس العلماء والفقهاء والصوفية، واستفاد منهم علوما جمة ظاهرة وباطنة، وبايع ولبس الخرقة والسلك في سلاسل الاولياء الله الكاملين والعارفين الواصلين، الذين جل نظرهم ابتغاء مرضاة الله، واتباع سنة نبيه، وخدمة الدين والانسانية العامة، وجدد الدين القويم والمسلك السديد، فلا جرم انه مجدد كامل للملة الحقة، ومحقق عظيم، وامام من ائمة الاسلام ؏

ومصنفاته في اصول التفسير وشرح الحديث، ورفع الاختلاف من بين الامة، وتطبيق في آراء الفرق الاسلامية، والسير والتاريخ، وتشريح الخلافة الاسلامية، والحكومة الربانية، وفي اصول التصوف، والسلوك، وسلاسل الاولياء والفقهاء، وفي كشف الحقائق الغامضة كلها تشهد لعلو كعبه في العلوم، وله اجتهادات وافكار عالية في السياسة والعمرانيات، ونظرات ثمينة في التحقيقات، وبعض كتبه في غاية الغوص لبعد غوره عن فهم اكثر اهل العلم والتحقيق وهي كما قال ابنه، الكبير المحدث الجليل والفقيه البارع العارف الكامل، التام النظر، والمفسر المحقق، مولانا الشاه عبد العزيز وهو اول شارح لعلوم والده وهو الذي سهّل علوم والده في دروسه، ورسائله، ومسائله، وفتاواه، وفي تفسيره للقرآن، الذي لم يسبق لمثاله احد من المفسرين وهو تفسير بديع المثال كما قال صاحب اليانع الجني صنف التفسير وسماه فتح العزيز اعوز اهل الحذق في هذه الصناعة والانصاف مثله في الكشف من اسرار البديع ولطائف البلاغة وغيرها، من رموز الدقائق وغامض المعاني، فياليت اتفق تمامه وقضى له على وفائه " انها مملوة صدقا ونورا۔

وابنه المحقق المتقن الشيخ المحدث رفيع الدين ايضا من شراح علوم والده، وكتبه وهو صوفي حكيم، وعالم عامل محدث فقيه متكلم قوي النظر، حاد البصيرة، ياخذ الاصول الدقيقة من مظانها، ويشرحها شرحا متينا بايجاز، ويضبط ضبطا تاما مطردا، ويعرف العلوم والفنون لاسيما علوم الاوائل، صاحب عقل سليم ونقل ضابط وكشف تام، وبصيرة عظيمة، يظهر علمه وتدقيقاته لمن تتبع كتبه ورسائله، ولمن استفاد من علومه مع قريحة وقادة، وطبع سليم، وفطنة وذكاء، وجهد بليغ، وسلامة الرؤى، وعقل مستفاد، وشعور تام۔

وقال المحقق العلامة امام السياسة والانقلاب مولانا عبيد الله السندهي الديوبندي ان الائمة الثلاثة اولى الكلميين الامام عبد العزيز والامام عبد القادر رحمهم الله تعالى الفواهية اجتماعية جامعة للنقل والعقل والكشف، وتقسموا الامر فيما بينهم، ووسعوا الكل احد ما كان اهلا له فالامام عبد العزيز كان عليه المدار والعهدة في العلوم النقلية، وكان له حذاقة تامة وخبرة عظيمة في تلك العلوم، والامام رفيع الدين كان المدار للعلوم العقلية لحذقه التام فيها ومهارته البالغة۔

والامام عبد القادر وصاحب ترجمة القرآن الاولى في الهندية ولا مثل لهذه الترجمة وان بلغت الانسان الى غاية الارتقاء) كان صاحب كشف صحيح واخباره في ذكر الكشف مشهورة ذكره اصحاب التواريخ، والوقائع، وقال صاحب اليانع الجني "كان فاضلا جليلا ذا ورع في الدين وله وجاهة وجه بين المتقين، صادق الفراسة، حسن التوسم، وربما الهم بالغيب وحدثني الثقات ببعض ما اكرمه الله تعالى من ذلك وغيره من خرق العوائد"

مسلكهم

مسلك هذه الائمة الثلاثة مع والدهم الشاه ولي الله وحفيده الشاه محمد اسمٰعيل الشهيد وعامة اتباعهم، انهم سادة حنفيون كما قال الشيخ المحدث المحسن التيمي "وذلك انهم

toobaa-elibrary.blogspot.com

دہلویون سکنی، وانہم عمریون صلبیة، وانہم صوفیة اصحاب الزہد والورع، وانہم حنفیون علی مذہب النعمان ابی حنیفة وصاحبیہ رضی اللہ عنہم، والشاہ ولی اللہ کان حنفیا، شافعیا تدریسا و تعلیما وتعلما وتلمذا لانہ کان استفاد وتلمذ من والدہ ومربیہ الاول الشاہ عبد الرحیم الصوفی التقی النقی واحد اعلام الہداة وعلماء الراسخین العاملین واحد جامعی الفتاوی العالمکیریة (الفتاوی الہندیة)، وکان سنیا حنفیا، . . . .

وبعد الفراغ والتکمیل من والدہ ترقی فی درجات السلوک والتصوف وبایع علی یدہ ولبس الخرقة من یدہ الشریفة وصار خلیفة لہ فی العلم والمشیخة وقال رحمہ اللہ فی حقہ "یدہ کیدی" مرارًا وکان وقت الوفاة راضیا عنہ غایة الرضاء کذلک استفاد وتلمذ واخذ العلم لاسیما علم روایة الحدیث من استاذہ الشیخ ابی الطاہر الکردی الشافعی وایضا بایع علی یدہ، ولبس منہ الخرقة الجامعة لجمیع الطرق التصوف والصوفیة، فمن ہذا الوجہ کان حنفیاً شافعیا (ای تعلما وتدریسا وتلمذا وارشادا وتعلیما)

وکان مع ہذا یجتہد فی کثیر من المسائل ان یجتمع الحنفیة والشافعیة لیرتفع الاختلاف بین ہذین الفرقتین العظیمتین، من الامة ولکنہ مع ہذا کان حنفیا عملاً واعتقادًا ولایخرج عن تقلید الامام الاعظم ابی حنیفة وصاحبیہ فی المسائل الاجتہادیة فمن نسبہ الی رفع التقلید مطلقاً او الی خلاف تقلید الامام الاعظم فقد ظلم وما عرف مقامہ ولا طریقہ وان کان تفرد فی بعض المسائل ونقد وہو داب المحققین کالامام ابن الہمام وغیرہ، وما تفوہ احد بنقدہ وتفردہ انہ خرج من تقلید الامام الاعظم۔

وما بہ یمتاز من بین العلماء ہو انہ کان کاملاً من وجہة الاجتماعیة، والتکفیر الواسع، وتجدید الدین القویم، وتشریح الامور الخلافیة، والخلافة الالہیة، والحکومة الحقة، وہذا مما لابد منہ فی النشأة الحاضرة لقیام الحکومة الالہیة، ومنہاج الخلافة الراشدة، فباب الارتفاقات من حجة اللہ البالغة، والمقالة الاولی من بدور البازغة مشتملان علی ہذہ المباحث الاہمة،

والمضامین العالیة، وہی لحل مشکلات الامة ودفع الکوارث العامة مفتاح عظیم۔

ومنہا[٢] بیان وجوہ القرأت المختلفة فی آیت النور، وتوضیح المثال۔

وبعد المقدمة مقصد مشتمل علی بیان عشرة وجوہ لتاویلات آیت النور وتفسیراتہا، من الطوائف الخمسة المذکورات، وفی ذیلہ تکملة فیہا بیان مزید الوجوہ من جانب اہل الفنون المختلفة وہو استخراج واستنباط من الآیة من اہل العلم وفی آخرہا خاتمة وہی اہم عندی، لان المصنف اوضح فیہا تشبیہات المثال، وعین اشارا تہا واحق فی آخرہا تفسیر آیات التی بعد آیة النور، ولایخلو تفسیر من بیان تاویلات آیة النور، ولکن المباحث الدقیقة الغامضة التی بینہا فی الخاتمة، واشار الی بعضہا، لایوجد فی تفسیر آخر، وہذہ المباحث ہی الحکمة الولی اللہیة التی توخ الشاہ رفیع الدین ان یوضحہا۔

اسرتہ

لم یکن فی الہند ولا فی القرون الاخیرة بیت واسرة مثل اسرتہ المبارکة، ومثل بیتہ السعید، لہذہ الاسرة من علی اہل الہند والباکستان، خاصة وعلی جمیع الامة عامة، وفضل ہذا البیت ورفعتہ، وعلوہ العلمی والعملی، واجتہادہ لترویج الدین، واشاعة القرآن والسنة، والقیام لطریقة الاسلاف الکرام، والدفاع عن تحریف الغالین، وتاویل المبطلین، وجہدہ العنیف، فی سبیل اللہ، منارة لجمیع من یاتون لعدہم:

مصابیح الانام بکل ارض ہم العلماء باللہ الکرام
تحایکم کل ارض تنزلون بہا فانتم ببقاع الارض امطار

وقال النواب صدیق حسن خان فی کتابہ ابجد العلوم (ص٩١٢) فی ذکر الشاہ ولی اللہ "وکان لہ اولاد صالحون، الشیخ عبد العزیز والشیخ رفیع الدین والشیخ عبد القادر و الشیخ عبد الغنی والد الشیخ محمد اسمٰعیل الشہید الدہلوی وکلہم کانوا علماء نجباء، حکماء، فقہاء،

كاسلافهم واعمامهم وكان بيته، فى الهند بيت علم الدين، وهم كانوا مشائخ الهند فى
العلوم النقلية بل والعقلية، اصحاب الاعمال الصالحات، وارباب الفضائل الباقيات،
لم يعهد مثل علمهم بالدين علم بيت واحد من بيوت المسلمين فى قطر من اقطار الهند؛
اللهم وفقنا لما تحبه وترضاه واحشرنا فى زمرة اصفيائك
وصلى الله على خير خلقه سيدنا محمد وآله واصحابه واتباعه
اجمعين - آمين -

عبد الحميد السواتى

خادم العلماء والطلباء بمدرسة نصرة العلوم غوجرانواله (پاکستان)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا
خدا نور آسمانہا و زمیں است ۔ داستانے نور وے در قلب مسلمانان، نیست مانند
مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَۃٍ ط اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّھَا کَوْکَبٌ
طاقے کہ دراں چراغ است [1] آں چراغ در شیشہ است [2] آں شیشہ گویا ستارہ
دُرِّیٌّ یُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیْتُوْنَۃٍ لَّا شَرْقِیَّۃٍ وَّلَا
درخشندہ است، افروختہ میشود از روغن درختے بابرکت کہ عبارت از درخت زیتونے است دسمت
غَرْبِیَّۃٍ لا یَّکَادُ زَیْتُھَا یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْہُ نَارٌ ط نُوْرٌ
مشرق رسیدہ و نہ بجانب مغرب رسیدہ، نزدیک است کہ زیت وے روشنی بدہد اگرچہ نرسیدہ باشدش آتش روشنی
عَلٰی نُوْرٍ ط یَھْدِی اللّٰہُ لِنُوْرِہٖ مَنْ یَّشَآءُ ط وَیَضْرِبُ اللّٰہُ
بر روشنی است راہ می نماید خدا بنور خود ہر کرا خواہد، و بیان می فرماید خدا داستانہا برائے
الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ط وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ○ فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ
مردمان، و خدا بہمہ چیز دانا است [3] در خانہا کہ دستورے
اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَیُذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ لا یُسَبِّحُ لَہٗ فِیْھَا بِالْغُدُوِّ
دادہ است خدا کہ بلند کردہ شود آنہا و یاد کردہ شود آنجا نام او، بپاکی یاد می کنند خدا را آنجا صبح
وَالْاٰصَالِ ○ رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ وَ
وشام ۔ مردمانے کہ باز ندارد ایشاں را سوداگری و نہ خرید و فروخت از یاد کردن خدا

---

[1] یعنی قندیل روشن است ۱۲ فتح رحمٰن [2] یعنی در قندیل است ۱۲ فتح الرحمٰن [3] حاصل ایں مثل تنبیہ نورے است کہ بسبب مواظبت بر طہارت و عبادت در دل مسلماناں حاصل میشود، و بنور چراغ کہ در غایت درخشندگی باشد و بجہت اشعار بآں مواظبت میفرماید ۱۲ فتح الرحمٰن۔

وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ

و برپا داشتن نماز و دادن زکوة . میترسند از آں روز که مضطرب شوند در آں دلها

وَالْأَبْصَارُ ○ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَيَزِيدَهُم مِّن

و دیدها ، تا جزا دہد ایشاں را خدا بعوض بہترین آنچه کردند و زیاده دہد ایشاں را خدا از

فَضْلِهِ ۗ وَاللّٰهُ يَرْزُقُ مَن يَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

فضل خویش ، و خدا روزی می دہد ہر کرا خواہد بغیر شمار یعنی بسیار ، و آنانکه کافر شدند

أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَآءً حَتّٰى إِذَا جَآءَهُ

اعمال ایشاں مانند سرابیست بمیدانے ہموار می پندارد تشنه آبے . تا وقتیکه بیاید نزدیک

لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللّٰهَ عِنْدَهُ فَوَفّٰهُ حِسَابَهُ ۗ وَاللّٰهُ سَرِيعُ

آں نیابدش چیزے ، و یافت خدا را نزدیک آں پس تمام رسانید بوے حسابش را ، و خدا زود

الْحِسَابِ ○ أَوْ كَظُلُمٰتٍ فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَغْشٰهُ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ

کنندہ حساب است[1] یا مانند تاریکیہا در دریائے عمیق می پوشد ایں کافر را موجے از بالائے آں موجے

مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ سَحَابٌ ۚ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۚ إِذَآ أَخْرَجَ

دیگر ، از بالائے آں ابر بود ، تاریکیہا ہست بعض آں بالائے بعض دیگر ، چوں بیروں

يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرٰهَا ۗ وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ ○

آرد دست خود نزدیک نیست که ببیندش ، و ہر کرا ندادہ است خدا روشنی پس نیست او را ہیچ روشنی[2]

---

[1] حاصل ایں مثل آنست که اعمال کافر حبط شود ، و در آخرت آں را ہیچ ثواب نباشد ۱۲ فتح الرحمن

[2] حاصل ایں مثل آنست که ہر کافر ظلمات بہیمیه متراکم شده است و انوار ملکیه از وے بکلی معدوم شده است ۱۲ فتح الرحمن .

" ایں آیت اگر کسے بہ فہمی تامل کند که او مانع فہم امر نشود ، صریح است در بیان علم الہی ،

بحال ذات مجردہ مقدسه ، نور سموٰت و ارض ست ، لیکن بواسطه علم الہی ، به قرینه

مثل مذکور ، چنانکه نفس ناطقه ما می بیند بواسطه قوتے که در جلیدیه و مجمع النور مکنون است ،

و می شنود بواسطه قوتے که در عصب صماخ مفروش ، و بحث می کند بواسطه قوتے که در دید جثوث

است ، و راہ می رود بواسطه قوتے که در رجل موضوع است ، صفت نور خدائے تعالیٰ

در سموات و ارض مانند صفت مشکوٰة است الیٰ آخرہ ، ایں جا تقدیمے و تاخیرے بعمل آمدہ ،

و آں مقتضائے عنت فصح عرب است ، چنانکه در تفسیر أَن تَضِلَّ إِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ

إِحْدٰىهُمَا الْأُخْرٰى دانسته باشی ، و سبب تقدیم و تاخیر آں است که سوق کلام ایں جا

برائے بیان سرایت نور الله در سموٰت و ارض ، مثل انتشار نور مصباح در مشکوٰة ،

و سائر کلام تمام مبحث است ، اصل مقصود آنست که صفت نور خدائے تعالیٰ مانند

صفت مصباح است که کائن است در قندیل ، و آں قندیل کائن است در مشکوٰة ،

آں مصباح فروخته می شود از زیت ماخوذ از درخت زیتونیه که شرقیه و غربیه نیست ،

بلکه در وسط درختاں واقع است و ضوء شمس صبح و شام او را معتدل ساخته ، نزدیک

است که زیت آں درخت روشن شود ، اگرچه نه رسیده باشد باو آتش ، ایں مصباح

نورے است بالائے نورے ، مراد از مصباح فتیله است که در قندیل افروخته می شود

بسبب زیت ، چنانکه در فتیله آتش قائم است به زیت و زیت مطیه اوست ، ہمچناں

صورت الہیه قائم بجزوے از عالم که در حاق وسط واقع است آں عالم مثال بمنزله

زیتونه معتدله است نه شرقیه و نه غربیه یعنی نه مجرد است که فیض مبدأ اولا قبول کند و نه

از جسمانیات است که مطرح فیض مبدأ آخرا باشد ، بلکه وسط است بین ہذا و ذٰلک ،

و آں جزو مناسبتے تمام دارد بمجرد محض ، و بسبب آں مناسبت مطیه او شده و مرآة او گشته ،

در اجزا شخص اکبر ہیچ جزو قابلیت مرآة شدن نداشت الا ہمیں جزو ، پس گویا مجرد محض

ست و نورِ صرف، چوں تجلّی الٰہی بر وے مستولی شد، نور علیٰ نور گشت، آں فتیلہ روشن در زجاجہ است بغایت درخشاں ہمچناں آں تجلّی الٰہی در حظیرۃ القدس است، ہمہ برنگ تجلّی برآمدہ من وجہ دون وجہ، گویا عین او شدہ، و آں زجاجہ در مشکوٰۃ ست، یعنی طاقچے کہ موضع نہادن قندیل ست، اضوار منتشرہ در قندیل تمام طاق را در گرفتہ، و بہ ہمہ نواحی آں رسیدہ، و ہمہ را بنور خود منور گردانیدہ، ہمچناں از حظیرۃ القدس اشعہ رواں شد، بجانب جمیع عالم کون بواسطہ ملائکہ ملاء اعلیٰ و ملاء سافل، و ہمہ را مدبر ساختہ و زیر فرمان خود آوردہ، و ظلمت ہمہ را زدودہ، و بخیر حقیقی تشبہ گردانیدہ، باین سبب شخص اکبر را مشابہت بخیر محض تمام گشت "

(سطعات)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اگر غور و فکر کرنے والوں کی کج فہمی مانع نہ ہو تو یہ آیت طلسم لی کے بیان میں بالکل واضح اور صریح ہے وہی ذات جو ہر قسم کی آلائشوں سے پاک و صاف ہے آسمانوں اور زمین کا نور ہے لیکن طلسم اسی کے واسطے سے جس طرح ہمارا نفسِ ناطقہ (خود انسان) دیکھتا ہے مگر اس قوت کی وساطت سے جو اس کی آنکھوں میں ہے جب کہ روشنی کا خزانہ چھپا ہوا ہے، وہ سنتا ہے مگر اس قوت کی وجہ سے جو کان کے سوراخ میں چھپے ہوئے پٹھے میں ہے اور کسی چیز کو پکڑتا ہے مگر اس قوت کی بنا پر جو اس کے ہاتھ میں بکھری ہوئی ہے اور راہ چلتا ہے لیکن اس قوت کی بدولت جو پاؤں میں رکھی ہوئی ہے۔

زمین و آسمان میں اللہ تعالیٰ کے نور کی کیفیت صفت ایسی ہے جیسے چراغ کے طاق۔ ۔ الخ۔ اس جگہ تقدیم و تاخیر عمل میں لائی گئی ہے اور یہ خالص عربی زبان کا مقتضا رہے۔ جیسا کہ اس آیت کی تفسیر میں آپ جان چکے ہیں۔ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰىهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰىهُمَا الْاُخْرٰى اور تقدیم و تاخیر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس مقام پر کلام کا مقصد آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ کے نور کی سرایت بیان کرنا ہے جیسے طاق میں رکھے ہوئے چراغ کی روشنی وہاں پر پھیلی ہوتی ہے اور باقی کلام تو محض اس بحث کی تکمیل ہے۔ اصل مقصود اس آیت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نور کی صفت ایسے ہے جیسے ایک چراغ جو ایک قندیل میں رکھا گیا ہو اور وہ قندیل ایک طاق میں ہو۔ اس چراغ کو تیل سے جلایا گیا ہو اس میں تیل ڈال کر جلایا جائے اور روشن کیا جائے، وہ تیل زیتون کے درخت سے حاصل کیا گیا ہو جو نہ بالکل مشرقی جانب کا ہو، اور نہ ہی بالکل مغربی جانب کا بلکہ درختوں کے درمیان

میں ہو صبح و شام دونوں وقت کے سورج کی روشنی نے اس کو معتدل بنا رکھا ہو قریب ہے کہ اس درخت کا تیل خود بخود جلنے لگے (روشنی دینے لگے) اگرچہ اسے آگ نہ دکھائی گئی ہو۔ یہ چراغ نور علیٰ نور (روشنی بالائے روشنی) ہے۔ چراغ سے مراد وہ فتیلہ (بتی) جسے چراغ وغیرہ میں تیل کے ذریعہ جلایا جاتا ہے جیسے اس بتی میں تیل کے ذریعہ آگ قائم ہے اور یہ روغن (تیل) اس کی سواری ہے اسی طرح صورتِ الٰہیہ جان کی ایک جز کے ساتھ قائم ہے جو اس کے عین وسط درمیان میں واقع ہے وہ عالمِ مثال (حظیرۃ القدس) بمنزلہ زیتون کے معتدل درخت کے ہے جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی یعنی وہ نہ تو مجرد ہے جو مبدا کا فیض (نہ) براہ راست اور بالذات قبول کرے اور نہ جسمانیات کے قبیل سے ہے کہ مبدا کے فیض کی سب سے آخر میں گرنے کی جگہ ہو بلکہ ان دونوں حالتوں کے درمیان ہے اور وہ جز مجردِ محض کے ساتھ بھی مناسبتِ تام رکھتی ہے اور اسی مناسبت کی بنا پر وہ اسکی سواری اور اس کا آئینہ ہو چکی ہے شخصِ اکبر کے اجزا میں سے اس جز کے سوا کوئی جز آئینہ بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ پس اس لحاظ سے گویا یہ جز، مجردِ محض اور نورِ خالص ہے جب اللہ تعالےٰ کی تجلّی اس پر غالب ہوئی تو یہ نور علیٰ نور ہو گئی۔ وہ بتی ایک انتہائی صاف و شفاف چمکدار شیشہ میں ہے جیسے تجلّیِ الٰہی حظیرۃ القدس میں ہے۔ یہ تجلّی کی شکل میں کسی نہ کسی طرح ظاہر ہوا ہے۔ گویا اس کا عین ہو چکی ہے، اور وہ شیشہ ایک مشکوٰۃ میں ہے یعنی اس طاق جو کہ چراغ رکھنے کی جگہ ہے چراغ کی پھیلی ہوئی روشنی کی کرنوں نے اس پورے طاق کو لپیٹ میں لے لیا ہے اور سب اطراف سے وہاں تک پہنچی ہوئی ہیں اور سب کو اپنی روشنی سے منوّر کر دیا ہے اسی طرح حظیرۃ القدس سے شعاعیں عالمِ کون کی تمام اطراف کی جانب ملأ اعلیٰ اور ملأ سافل فرشتوں کی وساطت سے جاری ہوئیں اور سب اطراف کو منظم کر کے اپنے زیرِ تسلّط لے آئیں، سب کی تاریکی کو ختم کر کے خیرِ حقیقی کے ساتھ متشابہ کر دیا۔ اس طرح شخصِ اکبر کو خیرِ محض کے ساتھ مشابہت تام ہو گئی۔ (سطعات)

"اقول ہو اللہ الذی تجلّی بتجلیات شتی، فکان منہا الخلق، و التصویر، والہدایۃ، وکل تربیۃ تربیۃ، و تدبیر تدبیر فی السمٰوٰت والارض، وہی الانوار والتجلیات کلہا عین ذاتہ باعتبار، وغیرہا باعتبار، فصح ان یقال ہو نور السمٰوٰت والارض، وصح ایضاً ان یقال ہٰؤلاء انوارہ، ثم النور المحمدی الذی بہ انتظم شرعہ وہدایتہ، وکمالاتہ علیہ افضل الصلوات، وامن التحیات، بشبہ کش مصباح فی زجاجۃ ہی فی مشکوۃ۔

اما المصباح بازاء الاسم المتجلی بوزان العین، لانہ فی غایۃ الاشراق مستور علیہ الکسنۃ المزاج، وکل شئ فلہ مادۃ یاتیہ المدد من قبلہ، کالاغذیۃ المتولدۃ من العناصر للبدن، ومادۃ ہذا التجلی فیض من الاسم المرید لیس فی زمان ولا مکان، والشجرۃ التی لیست شرقیۃ ولا غربیۃ، و سبوغ ہذا التجلی انما یکون بکمالات العود، ولو لم یکن کمالات العود، یکاد ان یضیء ایضاً لما بہ من الصفاء وعلو الفطرۃ، ولکنہ اقترن بہا فکان اتم واضوأ ما یکون۔

واما الزجاجۃ فہی التجلی الذی حصل بسرایۃ ہذا الاسم فی النفس الناطقۃ، لان النفس و ان کانت شیئاً من اشیاء ہذا العالم لکنہا صافیۃ الہیئۃ، لطیفۃ النظر، فلا جرم انہا کالزجاجۃ وسریان الی فی النفس بشبہ النور الحال فی الزجاجۃ، فان التجلی لشبہ العرض الحال فی الجسم، ولہذا یکون بوزان ما ہو علیہ ولہٗ۔

فان قلت لم قال رب تبارک وتعالیٰ کمشکوۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ ولم یقل کمشکوۃ فیہا زجاجۃ فیہا مصباح۔ قلت ایذاناً بان الزجاجۃ کما قبلت الضوء من المصباح اولاً بالتبعیۃ، فکذلک المشکوۃ قبلت الضوء منہ اولاً لا بتبعیۃ الزجاجۃ، فان سرایۃ الاسم الالٰہی فی کل دورۃ علی السواء۔

واما المشکوۃ فعبارۃ عن النسمۃ التارکۃ ظلمات الطبیعۃ بانعکاس انوار ما سمار فیہا"

(تفہیمات)

"میں کہتا ہوں وہ اللہ ایسی ذات ہے جو مختلف تجلّیات کے ساتھ اپنا اظہار فرماتی ہے ان ہی سے خلق، تصویر، ہدایت اور آسمانوں اور زمین میں رونما ہونے والی ہر تدبیر اور ہر تربیت۔ یہی تمام انوار و تجلّیات ایک اعتبار سے اسکی ذات کا عین ہیں اور دوسرے اعتبار سے اس کا غیر۔ پس یوں کہنا صحیح ہے کہ وہ (اللہ) آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور یہ کہنا بھی درست ہے کہ یہ زمین و آسمان اس کے انوار و تجلّیات ہیں ——

اب نور محمدی آپ پر بہترین درود و متبرک ترین تحفے نازل ہوں وہ ہے جسکے ذریعے اس کی شریعت، ہدایت اور کمالات منظّم و مُرتّب ہُوئے۔ آپ کی مثال اس چراغ جیسی ہے جو شیشے میں ہو اور وہ شیشہ طاق میں رکھا ہو۔ بہرحال مصباح اسمِ متجلّی کے مقابلے میں عین کے درجے میں ہے۔ کیونکہ وہ انتہائی روشن ہے، اس پر مزاج کے لباسوں کا پردہ پڑا ہے اور ہر چیز جس کے لیے مادہ ہے تو اُسے اسکی جانب سے مدد حاصل ہوتی ہے جیسے بدن کے لیے عناصر سے پیدا ہونے والی غذا ہیں اور اس تجلّی کا مادہ اس ارادہ کرنے والی ذات کے نام کا فیض ہے جو نہ کسی زمانے میں ہے اور نہ کسی مکان میں اور وہ درخت جو نہ شرقی ہے اور نہ غربی۔ اس تجلّی کا کمال بلاشبہ عود کے کمالات سے ہے اور اگر عود کے کمالات نہ ہوں تو پھر بھی قریب ہے کہ وہ روشن ہو جائے کیونکہ وہ انتہائی صاف شفاف اور بلند فطرۃ ہے لیکن وہ عود کے ساتھ مل چکی ہے اس لیے وہ انتہائی کامل اور روشن ترین ہوگئی ہے اور رہا زجاجہ (شیشہ) تو یہ وہ تجلّی ہے جو نفسِ ناطقہ میں اس نام کی سرایت سے حاصل ہوئی ہے کیونکہ نفسِ ناطقہ اس دُنیا کی اشیاء میں سے ایک چیز ہے تاہم اسکی ہیئت صاف اور اس کا جوہر لطیف اور عمدہ ہے۔ پس لامحالہ وہ شیشہ کی مانند ہے اور نفسِ ناطقہ میں حلول کرنے والا نور ایسے ہی ہے جیسے شیشے میں اُترنے والا نور کیونکہ تجلّی اس عرض یعنی صفت کے مشابہ ہے جو جسم کے اندر حلول کرتی ہے چنانچہ وہ بمنزلہ ماھو علیہ ولہ ہو جاتی ہے۔ اگر مخاطب! تو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں کہا کہ وہ طاق کی مانند ہے جس میں چراغ ہو اور چراغ شیشے میں ہو اور یوں نہیں کہا جیسے طاق جس میں شیشہ ہو اور اس شیشے میں چراغ ہو۔

تو میرا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ ظاہر کرنے کے لیے ایسا کہا ہے کہ شیشہ جیسے روشنی چراغ سے لیتا ہے۔ اوّلاً اور بالذّات نہ بالتّبع۔ اسی طرح طاق ہے۔ جو اس سے روشنی لیتا ہے۔ اوّلاً اور براہِ راست نہ کہ شیشے کی وساطت سے کیونکہ اسم الٰہی کا ساری (سرایت کرنے والا) ہونا ہر مرحلے (درجے) میں برابر ہے۔

اور رہا مشکوٰۃ کا لفظ تو یہ اس نسمہ سے عبارت ہے جس نے طبیعت کے اندھیرے اور تاریکیاں چھوڑ دیں کیونکہ اس میں اسماءِ الٰہیہ کے انوار منعکس ہو چکے ہیں۔

(تفہیمات)

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذی اضاء بخلق بنوره وجمّل العالم بظهوره نزل کتابا یسفر عن شموس تمحق الظلمات عن الضمائر ویکشف عن نجوم لا یحصیها بیان ولا یصفها لسان وان سعی جهده کل بلیغ[1]۔ والصلوٰة والسلام علی حبیبه ونبیه وخلیله وصفیه محمد افرد العلام، والفضل[2] العام والبدر التام مجلی الظلام عن صدور الانام، الموالی علی کافة الانام، باسبغ الانعام، وعلی اٰله المنتجبین المنتخبین الطیبین الطاهرین هداة السالکین وسرج السائرین الی درجات الیقین فی الظلمات[3]

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے اپنے نور سے تمام مخلوق کو روشن کیا اور اپنے ظہور کے ساتھ سارے جہاں کو جمال وخوب صورتی بخشی ایسی کتاب نازل فرمائی جو ایسے سورج روشن کرتی ہے جو دلوں سے اندھیروں کو مٹا دیتے ہیں اور ایسے ستارے ظاہر کرتی ہے جن کو نہ بیان کے احاطہ میں لایا جا سکتا ہے اور نہ زبان ان کی وصف بیان کر سکتی ہے۔ اگرچہ ہر فصیح وبلیغ ماہر بیان اپنی پوری کوشش سے کام لے اور صلوٰۃ وسلام نازل ہو اسکے حبیب، اسکے نبی، اسکے دوست اور اسکے چُنے ہُوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلّم پر جو یگانے ہیں، سب سے زیادہ علم والے، عام فضل والے اور چودھویں کے مکمل چاند ہیں مخلوق کے سینوں سے تاریکیوں کو دُور کرنے والے ہیں اور تمام جماعتوں کے والی ہیں کامل ترین انعام کے ساتھ، اور اُن کی آل پر، جو شرافت والے چُنے ہُوئے پاک وصاف ہیں، سالکوں اور اللہ کی راہ چلنے والوں

---

[1] فی ا، ط "غایۃ جہدہ"

[2] ن "والفضل العام"

[3] ن "المتراکمۃ" وفی ا، ط "ظلمات تراکمت"

ترکت من قبل الهوى والشياطين وعلى اصحابه الكرام ذوي العقل والعلاء ے صاعدين الى ذروة الارتقاء في مسالك الاهتداء المبشرين بالرضوان والاصطفاء۔

ولعد شه فيقول العبد المسكين محمد رفيع الدين بن الشيخ الاجل العارف بالله ولى الله بن الشيخ الكريم العظيم عبد الرحيم كان الله له في الآخرة والدنيا والدين له من انفس ما يتنافس فيه اصحاب التفكر والشعور وابهى ما يتباهى به ارباب التجر والعبور تاويل آية النور انها هي من بديع الاسرار له الربانية، وغوامض الرموز القرآنية. وقد ذكر فيها وجوه كثيرة جدا تكاد تخرج

کے راہنما ہیں، اور ایسے مذہبوں میں جو خواہشات اور شیاطین کی جانب سے تہ بہ تہ جمع ہو چکے ہیں۔ یقین کے درجات کی طرف چڑھنے والوں کے لیے روشنی کے چراغ ہیں اور آپ کے صحابہ پر جو کرامت و بزرگی والے صاحب فضیلت ہیں اور ایسے علماء ہیں جو ہدایت کے راستوں میں بلندی کی انتہا تک پہنچنے والے ہیں جنھیں اللہ کا پسندیدہ ہونے اور اس کی رضا کی بشارت دی گئی ہے۔

اس حمد و صلوٰۃ کے بعد بندۂ مسکین محمد رفیع الدین بن شیخ اجل عارف باللہ ولی اللہ بن شیخ الکریم عظیم عبدالرحیم، اللہ تعالیٰ ہم سب کے لیے آخرت، دُنیا اور دین میں مددگار ہو کہتا ہے نفیس ترین چیز جس میں ارباب فکر و شعور رغبت رکھتے ہیں اور سب سے زیادہ قیمتی بات جس پر ارباب علم و تجربہ فخر کرتے ہیں آیت النّور کی تفسیر ہے جو ربّانی رازوں میں سے ایک

ے ن "والعلاء"

شه ن "امابعد"

له فی ا،ط "ن من"

ـه فی ا،ط "الاسرار"

عن الحصر عدا ولكن ما رأيت شه منها لا يخلو من قصور او اقتصار كما لا يخفى على من تصفحها من اهل النظر والاعتبار وذلك ان طائفة منها غير تام لا تفيد الا بعض اجزاء المثال فيتعلق النفس لما بقي في زاوية الاهمال. والطائفة الاخرى وان استوعبت الاركان فقد وقع فيها ما لا يلائمه سوق الاية عند الامعان. فاستوفقت الله سبحانه لان اتكلم فيها بالاختصار والاجمال على طريقة ـه اكثر الباحثين عن الحقائق، واشير في مطاوي الكلام الى رموز من الدقائق اذ كان من شيمتي ودأبي اجالة النظر في المسالك وعدم الاكتفاء على مذهب واحد في مثل ذلك؛

مشکل ترین مقام ہے اس کے بارے میں اتنی زیادہ توجیہات ذکر کی گئی ہیں کہ گنتی اور شمار سے باہر ہیں۔ لیکن میں نے ان توجیہات میں سے کسی کو کمی یا کوتاہی سے خالی نہیں دیکھا۔ جیسا کہ کسی بھی اہلِ نظر و فکر پر مخفی نہیں جس نے ان میں غور و خوض کیا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان توجیہات کا ایک گروپ نامکمل ہے اور صرف مثال کے بعض اجزاء میں مفید ہے جس کی وجہ سے ذہن باقی اجزاء کی تشریح میں پریشان ہوتا ہے جن کو ترک کر کے ایک کونہ میں چھوڑ دیا گیا۔ اور دوسرا گروپ، گرچہ مثال کے تمام ارکان کی تشریح پر مشتمل ہے مگر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس میں ایسی باتیں بھی ہیں جو آیتِ کریمہ کے مقصد سے مناسبت نہیں رکھتیں۔ اس لیے میں نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے اس بات کی توفیق چاہی کہ میں اس آیت کی تفسیر اجمال و اختصار سے بیان کروں جو حقائق سے بحث کرنے والے لوگوں میں سے اکثریت کے طریقہ پر ہو اور اس تفسیر کے ضمن میں بعض دقیق باتوں کی طرف اشارہ کرتا جاؤں گا کیونکہ یہ میری عادت اور روش ہے کہ ایسے مواقع میں کسی ایک رائے پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ مختلف مسالک میں نظر دوڑاتا

شه فی ا،ط "جل ما رأيت"

ـه فی ا،ط "طريق"

ووضعت الكلام على مقدمة ومقصد وتكملة وخاتمة فهي بما زورته في نفسي حافلة وناظمة،
ومن الله سبحانه الهداية والعون، والكفاية والصون۔

مُقـدّمـة

وقدمت في المقدمة امورا۔

اوّلها التي تضمون في المعارف الالهية السّلف[1] من المحدثين ثم المتكلمون[2] والفلسفة[3]
والصّوفية[4] ثم لوالدي[5] رضي الله عنه، اصول واصطلاحات منفرزة[6] على مسلک ادق واشمل، و
الكلام ههنا على الطرق الخمسة۔

وثانيها في الآية قراءتان احدهما المشهورة وظاهرها ان التمثيل بنور الله تعالى[11]

ہوں میں نے اپنے کلام کی ترتیب یوں رکھی ہے: مقدمہ، مقصد، تکملہ اور
خاتمہ پس یہ ترتیب میرے خیال کے مطابق منظم اور جامع ہے۔ اللہ سبحانہٗ
سے ہی ہدایت ونصرت اور کفایت وحفاظت کا طلب گار ہوں۔

مقدّمہ

اور میں نے مقدّمہ میں چند باتیں پیش کی ہیں

پہلی بات معارف الٰہیہ میں غور وخوض کرنے والے سلف محدثین[1]، متکلمین[2]
فلاسفہ[3]، صوفیاء[4] اور ان کے بعد میرے والد گرامی[5] کے کچھ اصول
اور اصطلاحات ہیں جو دقیق اور جامع مسلک پر مشتمل ہیں اور یہاں کلام ان ہی
پانچ طریقوں پر ہوگا۔

دوسری بات اس آیت میں دو قراءتیں ہیں۔ ان میں سے ایک مشہور قراءۃ
ہے اور اس کا ظاہری مفہوم آسمانوں اور زمین میں اللہ تعالیٰ

---

[10] ن «متفرقہ»
[11] في ا،ط «المنبث»

في السموات والارض[12]، والثانية[13] ما روي عن ابن عباس[رض] وابي بن كعب[رض] مثل نوره في
قلب المؤمن اعني العالم الصغير، وانا اسالک المسالک الخمسة في كلتا القراءتين۔

وثالثها يجب تحرير المثال اولاً، اذ ربما يقع لبعض[14] الاذهان اشكال في تجريدها اجل
التقديم والتاخير، فتلخيصه ان نور الله سبحانه كمصباح موضوع في زجاجة مشرقة كانها كوكب
دري وضعت تلک الزجاجة اي القنديل في مشكوة اي كوة وذلک المصباح يوقد
من زيت نقي لصفائه وبراقته[15] يكاد يضيئ ولو لم تمسسه نار ولكن انما يشتعل بمسيس النار

کے نور کی تمثیل کا بیان ہے اور دوسری قراءت وہ ہے جو حضرات ابن عباس[رض] اور
اُبی بن کعب[رض] سے مروی ہے کہ اللہ کے نور کی مثال مؤمن کے دل میں یعنی
عالمِ صغیر (چھوٹے جہان) میں (اس کا بیان ہے) اور میں دونوں قراءتوں میں
پانچوں مسلک بیان کروں گا۔

تیسری بات پہلے مثال کو تحریر کرنا ضروری ہے کیونکہ بسا اوقات بعض ذہنوں
میں اس مثال کی تجرید میں تقدیم وتاخیر کی وجہ سے اشکال واقع
ہو جاتا ہے پس اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ سبحانہٗ کا نور ایسے ہے جیسے چراغ
جو ایک روشن اور چمکدار شیشے میں رکھا ہوا ہو گویا وہ شیشہ ایک ایسا ستارہ ہے
جو چمکتا ہوا موتی ہے۔ یہ شیشہ یعنی قندیل ایک مشکوٰۃ یعنی طاق میں رکھی ہو اور یہ
چراغ ایسے صاف اور خالص تیل سے جلایا گیا ہو جو اپنی صفائی اور چمک کی وجہ سے
خود بخود روشن ہونے والا ہے اگرچہ اسے آگ نہ پہنچے لیکن اسے آگ پہنچانے

---

[12] في ا،ط «اعني العالم الكبير»
[13] في ا،ط «وثانيهما قراءة ابي ابن كعب وعبد الله بن عباس وهي ان مثل التمثيل بنور الله تعالى
في قلب المؤمن اعني العالم الصغير»
[14] ن «في بعض»
[15] في ا،ط «براقيته»

فاستدسوءہ لاجتماع نور النار، ونور الزیت ونور الزجاجۃ، فصار نورٌ علیٰ نور، وہذا الزّیت ماخوذ من شجرۃ الزیتون المبارکۃ المعتدلۃ فی الضحاحۃ والاحتراق[1]، ہی شرقیۃ ولا غربیۃ ای لاتنبت فی ارض المشرق ولافی ارض المغرب، ولم تنبت فی شرقی البستان ولا غربیّہ فکانت تامۃ النّضج قلیلۃ الدخان، فقد ذکر صورۃ خاصۃ ہی المصباح وصورۃ مطلقۃ ہی النّار وفیہا معنی الفاعلیۃ ومادّۃ قریبۃ ہی الزّیت وبعیدۃ ہی الزیتونۃ الموصوفۃ بارتفاع وصفین متقابلین عنہا وظرفا اوّلیا ہی الزجاجۃ وثانویا ہی المشکوۃ وقدم المشکوۃ علی الزجاجۃ والزیتونۃ علی الزیت لئلا تقع غفلۃ عنہا لبعدہما، ولما کان النظر الی نور اللّٰہ

سے وہ شعلہ زن (بھڑک اٹھتا) ہوتا ہے اور اس کی روشنی بہت تیز ہوجاتی ہے کیونکہ تین نور اکٹھے ہوجاتے ہیں آگ کا نور، تیل کا نور اور شیشے کا نور، بس وہ نُور علیٰ نُور (انتہائی روشن) ہوجاتا ہے اور یہ تیل زیتون کے مبارک درخت سے حاصل کیا گیا جو کھلے میدان اور جلانے میں معتدل ہے نہ وہ شرقی ہے اور نہ غربی یعنی وہ مشرقی زمین میں پیدا ہوتا ہے، ور نہ مغربی زمین میں۔ یا نہ وہ باغ کے مشرقی حصّے میں پیدا ہُوا اور نہ بالکل مغربی حصّے میں۔ چنانچہ وہ مکمل پکّا ہوا ہے اور کم دُھواں دینے والا ہے۔ بے شک ایک خاص صُورت ذکر کی گئی ہے وہ چراغ ہے اور ایک مطلق (عام) صورت جو آگ ہے اور اس میں فاعلیت کا معنی ہے۔ ایک مادہ قریب ہے جو تیل ہے اور ایک مادہ بعید جو زیتون کا درخت ہے جس کی صفت یہ ہے کہ اس میں دونوں متقابل صفات (شرق وغرب) کا ارتفاع ہے، ایک ظرف اوّلی ہے جو شیشہ ہے اور ایک ثانوی جو طاق ہے۔ طاق کو شیشے سے مقدم ذکر کیا اور اسی طرح زیتون کے درخت کو روغن (تیل) سے پہلے لایا گیا تا کہ ان کی دُوری کی وجہ

---

[1] فی ا، ط "الاحتراق"

سبحانہ من حیث انہ فی العالم الصغیر او الکبیر، لا الی نور الذات بما ہی تلک، ہی النور المقول علی الذّات بہو ہو، قدم المشکوۃ علی المصباح اہتماماً بہ، وتتمیماً للتصویر ثم اطلاق المصباح لکونہ شبیہا بالنور الشعلۃ وان کان قد یستعمل علی الفتیلۃ والسکرجۃ، واللّٰہ تعالیٰ اعلم واحکم

(مقصد) ویشتمل المقصد علی وجوہ عشرۃ حسب ما اشرت الیہ۔

الاوّل علی سنّۃ السّلف المحدّثین، النور اللّٰہ سبحانہ فی قلب العبد المؤمن المصباح نور الایمان والزجاجۃ قلب المؤمن التقی النقی، والمشکوۃ صدر المنشرح للاسلام، بل سائر جسدہ القائم

سے ان سے لاپرواہی نہ واقع ہوجائے۔ چونکہ اصل مقصد اللّٰہ سبحانہٗ کے نور پر غور و فکر ہے اس حیثیت سے کہ وہ عالمِ صغیر یا عالمِ کبیر میں ہے نہ کہ نورِ ذات اس حیثیت سے کہ وُہ نورِ ذات ہے یعنی وہ نور جو ذات پر ھُوَ ھُوَ کی حیثیت میں بولا جاتا ہے۔ طاق کو چراغ پر مقدم کیا گیا اس کے مہتم بالشّان ہونے کی وجہ سے اور تصویر کو مکمل کرنے کی خاطر اور مصباح سے ظاہری مراد شعلہ ہے کیونکہ وہ نور کے مشابہ ہے اگرچہ یہ لفظ اس بتّی اور کٹھالی پر بھی استعمال ہوتا ہے جیسے چراغ وغیرہ میں ڈال کر جلایا جاتا ہے اور اللّٰہ تعالیٰ بہتر اور محکم و مضبوط علم والے ہیں۔

مقصد

اور مقصد دس وجوہ پر مشتمل ہے جیسا کہ میں نے اسکی طرف اشارہ کیا ہے۔

توجیہِ اوّل سلف محدّثین کے طریقہ پر، یہ مثال ہے بندۂ مومن کے دل میں اللّٰہ سبحانہٗ کے نور کی مصباح (چراغ)، ایمان کا نُور ہے اور زجاجہ (شیشہ) مومن متقی و پرہیزگار، پاکیزہ اخلاق والے کا دل ہے مشکوٰۃ (طاق) سے مراد مومن کا سینہ ہے جو اسلام کے لیے کھول دیا گیا ہے۔ بلکہ اس کا تمام جسم ہے جو اعمالِ صالحہ کے ساتھ قائم ہے اور زیت (تیل) سے مُراد نبیٔ کریم

بالاعمال الصالحة والزيت بيان النبي محمد صلى الله عليه وسلم، والزيتونة المباركة شخصه صلى الله عليه وسلم، لم يكن في مشرق الارض ولا مغربها، وليس في دينه صلى الله عليه وسلم مشاق اليهودية، ولا توسع المجوسية، والنصرانية، ولا ركاكة سفهة اهل النحل ولا اغلاق الصابئة، والفلسفة اتى بالحنيفية السمحة البيضاء، مع كمال الضبط للعبادات والمعاملات بظن السامع لواضح بيانه صلى الله عليه وسلم ان لا يرتاب فيه احد، ثم انه لا يؤمن به من هدى الله تعالى، والنار هدايته تعالى، والسكينة التي نزلها في قلوب المومنين والروح الذي ايدهم به -

الوجه الثاني على منهج ايضاً لنوره سبحانه في السموٰت والارض، امته صلى الله عليه وسلم

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کا بیان ہے اور زیتونہ مبارکہ (زیتون کا مبارک درخت) سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی ذات مقدسہ ہے جو نہ زمین کے بالکل مشرق میں تھی، اور نہ بالکل مغرب میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے لائے ہوئے دین اور آپ کی شریعت میں نہ تو یہودیت والی سختیاں ہیں اور نہ مجوسیت اور عیسائیت والی وسیع رعایتیں، نہ تو اہلِ نحل (مختلف مذہبی فرقوں) والی بیوقوفی، ورگھٹیا باتیں، اور نہ ہی صابئہ اور فلاسفہ والی مشکل باتیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم واضح، سعید، وسیع اور یکسوئی عطا کرنے والی شریعت لائے ہے جس میں عبادات اور کمارات کو مکمل طور پر ضبط کیا گیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کے واضح بیان کی وجہ سے سننے والا یقین کرتا ہے کہ اس میں کوئی بھی شک نہیں کرے گا لیکن اس پر وہی ایمان لاتا ہے جس کی اللہ تعالیٰ رہنمائی فرماتا ہے۔ النّار (آگ) سے مراد اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی ہدایت اور وہ سکینت واطمینان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے دلوں پر نازل فرمایا ہے اور وہ روح ہے جسکے ساتھ انکی تائید کی گئی ہے۔

دوسری توجیہ | اللہ سبحانہ کے نور کی جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔ یہ بھی محدثین کرامؒ کے طریقہ پر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم

کله في ا ط "ولا اغلال"

خیر امة اخرجت للناس مشکوٰة، واہل الفضل والعلم منہم من الصحابة المرضیین واتباعہم المحسنین والعلماء الراسخین والاولیاء الصالحین زجاجة، وہو صلی اللہ علیہ وسلّم مصباح وسراج منیر، والقرآن بعلومہ وبرکاتہ زیت، واللوح محفوظ زیتونة مبارکة، لیس فی مشرق ولا فی مغرب بل عند اللہ فی خزائنہ، فوق المشارق والمغارب جمیعاً، والنار روح القدس علیہ السلام، مسّ النبی صلی اللہ علیہ وسلّم بالوحی والنبوة، فاشتعل بہ روحہ صلی اللہ علیہ وسلّم بمنزلة الفتیلة، واضاء الخلق بالہدی والرشد، واستنارت السمٰوٰت باعمالہم الصاعدة الیہ سبحانہ واذکارہم المرفوعة لدیہ.

الوجه الثالث على قاعدة المتكلمين لنوره تعالىٰ في باطن الانسان الاعتقادات الحقة

کی امّت بہترین امّت ہے جسے لوگوں کے لیے نکالا گیا ہے۔ یہ امّت مشکوٰۃ (طاق) ہے اس امّت کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، انکے تابعین عظام، علماء راسخین اور اولیاء صالحین میں سے اہلِ علم وفضل زجاجۃ (شیشہ) ہیں۔ اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مصباح اور سراجِ منیر (روشن چراغ) ہیں۔ قرآن اپنے علوم وبرکات کے ساتھ زیت (تیل) ہے اور لوحِ محفوظ زیتونہ مبارکہ (زیتون کا مبارک درخت) ہے جو نہ مشرق میں ہے اور نہ مغرب میں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسکے خزانوں میں ہے اور تمام مشرقوں اور مغربوں سے اُوپر اور بلند ہے النّار (آگ) سے مراد روح القدس (حضرت جبریل علیہ السّلام) جنھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی اور نبوّت کے ساتھ چھُوا اور اس چھُونے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی روح بمنزلہ فتیلہ (بتّی) کے ہوگئی، مخلوق رشد وہدایت کے ساتھ روشن ہوگئی اور اہلِ ایمان کے اعمالِ صالحہ جو اللہ سبحانہ کی طرف بلند ہو کر پہنچنے والے ہیں اور انکے اذکار جو اللہ سبحانہ کی بارگاہِ اقدس میں اٹھا کر لیجائے جاتے ہیں ان کی وجہ سے آسمان منور ہوگئے۔

تیسری توجیہ | اللہ تعالیٰ کے نور کی متکلّمین کے قاعدہ اور قانون پر۔

مصباح والتقریرات الرشیقۃ الواضحۃ زجاجۃ، والصحف الالٰہیۃ والکتب الدینیۃ المشتملۃ علیہا مشکوٰۃ والادلۃ العقلیۃ والنقلیۃ من المعجزات الباہرۃ والنصوص المحکمۃ والاقیسۃ القطعیۃ زیت، وماخذہا زیتونۃ مبارکۃ مثمرۃ للسعادۃ العظمٰی الابدیۃ اما العقلیۃ فمآخذہا الآیات المنصوبۃ فی الانفس والآفاق، لاہی فی المشرق فقط ولا فی المغرب فقط بل فی کل جوہر و جسم، معانٍ تدل بحدوثہا علی وجود محدثٍ قادرٍ مختار، وباتقانہا علی علمہ وحکمتہ، وبوجودہا من غیر مانع علی وحدتہ فی غیر ذٰلک، واما النقلیۃ فمآخذہا الانبیاء المعصومون المبعوثون بالبینات، والصفۃ الکلامیۃ الالٰہیۃ نار، کانت الادلۃ ہادیۃ، فمما تعلق بہا خطاب

انسان کے باطن میں اللہ تعالیٰ کے نور کے بارے میں جو سچے عقیدے ہیں وہ مصباح ہیں، عمدہ اور واضح تقریریں زجاجہ ہیں اللہ تعالےٰ کے نازل کیے ہُوئے صحیفے اور وہ دینی کتب جو ان پر مشتمل ہیں وہ مشکوٰۃ ہیں۔ واضح، بارونق معجزات، محکم نصوص اور قطعی قیاسات سے حاصل ہونیوالے دلائلِ عقلیہ ونقلیہ زیت ہیں اور ان کے ماخذ زیتونہ مبارکہ ہیں جس کا پھل عظیم اور ابدی سعادت ہے۔ رہے دلائلِ عقلیہ تو ان کا ماخذ وہ نشانیاں ہیں جو انسانی نفوس اور ان سے باہر آفاق میں رکھّی ہوئی ہیں نہ وہ صرف مشرق میں ہیں اور نہ صرف مغرب میں۔ بلکہ ہر جوہر اور جسم میں ایسی صفات ہیں جن کا ظہور ایک بااختیار قدرت رکھنے والے خالق کے وجود پر دلالت کرتا ہے ان صفات کا یقین اس ذات کے علم اور اس کی حکمت پر دلالت کرتا ہے اور بغیر رکاوٹ ان صفات کا موجود ہو جانا اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرتا ہے۔ وغیر ذٰلک اور دلائلِ نقلیہ کا ماخذ انبیاء علیہم السّلام ہیں جو معصوم ہیں اور واضح نشانیوں کے ساتھ مبعوث ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفت کلام نار ہے۔ یہ تمام عقلی اور نقلی دلیلیں رہنما تو تھیں جب ان کے ساتھ قرآن کے نزول کی صورت میں اللہ تعالےٰ کا

اللہ تعالیٰ بانزال القرآن المجید تضاعف الہدیٰ وصار نور علی نور۔

الوجہ الرابع علی وضعہم ایضاً لنورہ الذی بہ وجد العالم صفۃ، العلم من حیث تعلقہا بالمفہومات باسرہا مشکوٰۃ، وصفۃ القدرۃ المتعلقۃ بالممکنات فقط، وہی من جملۃ ما تعلق بہ العلم زجاجۃ وصفۃ التکوین مصباح، ووجود العالم نورہ وصفۃ الارادۃ زیت انما یتحقق التکوین علی حسب ما تخصصہ الارادۃ، وہی لتخصیصہا الشئ بالزمان والمکان والاعراض بجعل کانہ موجود مشخص، والحیوٰۃ اُمّ الصفات التی منہا یتشعب الصفات، زیتونۃ مبارکۃ لا ہی متعلقۃ بالعالم کغیرہا من الصفات، ولا ہی مستغنیۃ عن الغیر مطلقا کاستغناء الذات، والعیناً ہی وسائر الصفات لا عین الذات ولا غیرہا، ولا ہی واجبۃ موجودۃ علی الاستقلال

خطاب بھی شامل ہوگیا تو ہدایت دوگنا ہوگئی اور نُور علی نُور (روشنی پر روشنی) ہوگئی۔

چوتھی توجیہ یہ بھی انکے طریقے پر، اسکے نور کے لیے جس کے ساتھ یہ جہاں موجود ہُوا صفت علم۔ تمام مفہومات کے ساتھ تعلق کی بنا پر مشکوٰۃ کی مانند ہے اور قدرت کی صفت جو صرف ممکنات سے تعلق رکھتی ہے اور یہ من جملہ ان صفات کے ہے جن سے صفت علم تعلق رکھتی ہے زجاجہ ہے، صفت تکوین مصباح ہے اور وجودِ عالَم اس کا نُور ہے اور صفت ارادہ زیت ہے۔ تکوین اسی قدر متحقق اور ثابت ہوتی ہے جتنی ارادہ اسکی تخصیص کرتا ہے اور اس صفت کے کسی چیز کو زمان، مکان اور دیگر اوصاف واعراض کے ساتھ خاص کر دینے کی بناء پر ایسے معلوم ہوتا ہے جیسے وہ چیز موجود اور متشخّص ہو۔ حیوٰۃ (زندگی) جو تمام صفات کا اصل اور منبع ہے اور اسی سے تمام صفات پھُوٹتی اور نکلتی ہیں یہ زیتونہ مبارکہ ہے یہ نہ تو عالَم کے ساتھ باقی صفات کی طرح متعلق ہے اور نہ ہی ذات کی طرح غیر سے بالکل مستغنی اور بے نیاز ہے نیز یہ صفت اور دیگر صفات نہ عین ذاتِ باری ہیں اور نہ غیر، نہ ہی یہ واجب اور مستقل وجود رکھنے والی اور نہ ایسی حادث کہ اپنے وجود میں کسی صانع (کاریگر) کی محتاج

و حادثة مفتقرة الى الصانع، والذات الالٰهية الموجبة صفة التكوين وغيرها نار۔

الوجه الخامس على قانون الفلاسفة باعتبار حال النفس الناطقة المصباح بمعنى الفتيلة القوة العقلية النظرية، وبمعنى الشعلة العقل المستفاد، والعقل بالفعل بمعنى اليقين الصراح التام على وجه الملكة وعكسه، والزجاجة القوة الذاكرة المدركة للمعاني والصور بعد غيبتها عن الحس، والمشكوٰة القوة الحاسة، والزيت البرهان الصحيح، والحد التام بحسب الحقيقة، والزيتونة سلسلة[ثله] المعقولات في الاذهان المبادي العالية المسماة بنفس الامر لا هي موجودة في الخارج في مشرق الوجود، لا معدومة في الواقع في مغرب العدم والنار مبدأ الفياض بالصور الذهنية والعينية، يكاد البرهان ليفيد العلم بلزومه توليده!

ہوں، اور نار سے مُراد ذاتِ الٰہی ہے جو صفت تکوین اور دیگر صفات کا موجب ہے۔

پانچویں توجیہ نفس ناطقہ کے حال کے اعتبار سے فلاسفہ کے قانون پر مصباح جب فتیلہ کے معنی میں ہو تو اس سے مُراد قوتِ عقلیہ نظریہ ہے اور اگر بمعنی شعلہ ہو تو اس سے مراد عقل مستفاد ہے اور عقل بالفعل بمعنی یقین صریح اور تام مشاہدہ کے طریقہ پر اور اس پر قدرت کے طریقہ پر۔ زجاجہ سے مراد وہ قوۃ ہے جو حواس سے غائب ہو جانے کے بعد معانی اور صورتوں کا ادراک کرتی ہے اور ان کو یاد رکھتی ہے۔ مشکوٰۃ سے مراد احساس کرنے والی قوۃ ہے اور زیت بُرہان صحیح اور حدِ تام باعتبار حقیقت ہے۔ زیتونہ سے مراد مبادی عالیہ کے اذہان میں جن کو نفس الامر کہا جاتا ہے معقولات کا سلسلہ ہے نہ وہ وجود کے روشن ہونے کی جگہ میں خارج میں موجود ہیں اور نہ عدم کی جائے غروب میں فی الواقع معدوم ہیں اور نار سے مُراد صُور ذہنیہ اور عینیہ کے فیضان کا مبداء ہے قریب ہے کہ بُرہان (دلیل) علم کا فائدہ دے کیونکہ اس سے علم کا پیدا ہونا لازمی ہے

ثله في ا، ط "صور المعقولات"

كما زعمت المعتزلة۔

الوجه السادس على مذهبهم ايضاً نور الله الذي به اشار العالم الجسماني المصباح، صورة الشمس، والزجاجة هيولاها، والمشكوٰة فلكها الخارج المركز، يوقد من فيض نفسها، وهي زيت المستفاد من زيتونة العقل السادس، لا هو اول العقول، ولا آخرها، ذاتيًا لا هو وسائر العقول غني معلقاً حتى عن الماهية ولا وقع في ظلمة الهيولى، والنار العلة الاولى، كانت النفس ليقتضي بماهيتها الاشراق فلما اتصل لها (بها عندي ٢) فيض العلة الاولى وكانت الهيولى تستعد لضوء[ثله] قوي حصل النور التام الشديد بالفعل، اما استنارة اكثر العناصر وبعض الفلكيات كالقمر بها فظاهر، فكذا استمداد بقية السيارة

جیساکہ معتزلہ کا زعم و گمان ہے۔

چھٹی توجیہ یہ بھی فلاسفہ کے مذہب پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نور کے لیے جس سے عالم اجسام روشن ہوا مصباح سورج کی صُورت ہے اور زجاجہ اس کا ہیولیٰ ہے مشکوٰۃ اس کا آسمان جو خارج المرکز ہے اپنی ذات کے فیض سے روشن ہوتا ہے اور یہی زیت ہے جو عقلِ سادس (چھٹے عقل) سے حاصل ہوتا ہے نہ یہ سب سے پہلا عقل ہے اور نہ سب سے آخری۔ نیز نہ وہ اور نہ دیگر عقول مطلقاً غنی (غیر محتاج) ہیں حتّٰی کہ ماہیت سے بھی اور نہ ہی ہیولیٰ کی تاریکی میں واقع ہے۔ نار سے مراد علّتِ اولیٰ ہے جس کی ماہیت کی وجہ سے نفس اشراق کا مقتضی ہوتا ہے پس جب اس کے ساتھ علّتِ اولیٰ کا فیض متصل ہوتا ہے اور ہیولیٰ قوی اور مضبوط روشنی کی استعداد رکھتا ہے تو بالفعل مکمّل اور شدید نُور حاصل ہوتا ہے اکثر عناصر اور بعض فلکیات جیسے چاند وغیرہ کا سُورج سے روشنی حاصل کرنا تو ظاہر ہے اور اسی طرح بعض سیّاروں کا اپنے قوی میں اس سے مدد حاصل کرنا مسلّم ہے

ثله ن "بضوء"

بہ فی قواہا کلم، وعلی مذہب الاشراقیۃ استنارۃ جمیع الکواکب منہا، ولا یلزم علیہم اختلاف تشکلاتہا کالقمر لشفافیتہا بحیث ینفذ النور فیہا دونہ، ولا انخسافہا لان السفلیین لا یبعدان عنہا الی حد التسدیس فضلا عن المقابلۃ وماعداہما ینقطع[٢٠] ظل الارض والقمر دونہ، وہذا الوجہ داخل[٢١] فی الحکمۃ، لا یناسب المقام المسوق فیہ الکلام المجید۔

الوجہ السابع علی مشرب الصوفیۃ، لنورہ سبحانہ فی حضرۃ التنزل الخامس الجامع التجلیات الفائضۃ علی قلوب العارفین مصباح، والقلب المقر[٢٢] بالحقیقۃ الانسانیۃ الکلیۃ الجامعۃ لمراتب الحقیقۃ[٢٣] والخلقیۃ والازلیۃ والابدیۃ والتجرد والانس القابلۃ لانوار الاسماء الالہیۃ

اور اشراقیہ کے مذہب میں تو سبھی کواکب اسی سے نورانیت (روشنی) حاصل کرتے ہیں لیکن ان پر یہ لازم نہیں آتا کہ تمام کواکب مختلف شکلیں اختیار کریں جیسے چاند میں ہوتا ہے اس لیے کہ یہ شفاف ہیں (جبکہ چاند اتنا شفاف نہیں) کیونکہ ان میں سے روشنی گزر جاتی ہے اور چاند میں سے نہیں گزر سکتی۔ اور نہ ہی ان کو گرہن لگتا ہے کیونکہ نچلے سیارے حدّ تسدیس (چھٹے درجے) تک اس سے دُور نہیں چہ جائیکہ وہ اس کے بالمقابل ہوں اور نچلے سیاروں کے علاوہ باقی سیارے زمین اور چاند کے سائے کی وجہ سے اس سے ورے کٹ جاتے ہیں۔ یہ توجیہ علمِ حکمت و فلسفہ میں داخل ہے لیکن اس مقام کے مناسب نہیں جس کے لیے کلام مجید لائی گئی ہے۔

ساتویں توجیہ صوفیائے کرام کے مسلک پر ——— اللہ سبحانہ کے نور کے لیے تنزّلِ خامس میں جو ان تجلّیات کو جامع ہے جو عارفین کے دلوں پر فیض کی صورت میں اُترتی ہیں ایک مصباح ہے اور وہ دل جو حقیقتِ انسانیہ کلّیہ کا

٢٠ فی ا، ط "ینقطع"
٢١ ن "واغل"
٢٢ فی ا، ط "المفتقر"
٢٣ فی ا، ط "الحقیقیۃ"

زجاجۃ، والبدن من حیث مظہریتہ للاعمال الغیبیۃ[٢٤] والصفات التشبیہیۃ والالہیۃ، والنموذجات المراتب الکونیۃ العلویۃ والسفلیۃ مشکوۃ، وفیض الحادث الذی بسبعا مرد اعدادہ تعینت الحقیقۃ القلبیۃ متصرفۃ فیہ وبالیتہ[٢٥] تستعد لکسب المقامات القربیۃ[٢٦] والاحوال القدسیۃ والتجلیات الربانیۃ المسمّٰی بالنفس الناطقۃ والرّوح الالٰہی زیت، والروح الاعظم منبع الارواح الجزئیۃ البشریۃ والفلکیۃ زیتونۃ مبارکۃ، لا ہو فی مشرق شہادۃ الاجسام ولا فی مغرب غیب الاعیان الثابتۃ، والذات الالٰہیۃ نار، وہو اصل التجلیات وقیومہا، بہ استضاء الظاہر والباطن۔

ٹھکانا ہے اور مراتب حقیقت، خلقیت، ازلیت، ابدیت، تجرّد اور انسیت کو جو اسمائے الٰہیہ کے انوار کو قبول کرنے والی صفات ہیں کو جامع ہے وہ زجاجہ ہیں اور بدن انفعالات غیبیہ و صفاتِ الٰہیہ جو تشبیہ کے قبیل سے ہیں، اور کون کے مراتب کے نمونجات چاہے مراتب علویہ ہوں یا سفلیہ، ان سب کا مظہر ہونے کی حیثیت سے مشکوٰۃ ہے۔ وجود میں آنے والا فیضان جس کے غلبے اور تیار کرنے کی وجہ سے حقیقتِ قلبی متعین ہوتی ہے جو اس میں تصرّف کرتی ہے اور جس کے آلہ ہونے کی وجہ سے یہ قربِ الٰہی کے زیادہ قریبی مقامات حاصل کرنے کی استعداد پاتا ہے اور احوالِ قدسیہ اور تجلّیاتِ ربانیہ جسے نفسِ ناطق اور روحِ الٰہی کہا جاتا ہے یہ زیت ہیں اور روحِ اعظم جو تمام انسانی اور فلکی جزئیات کے ارواح کا منبع ہے۔ زیتونہ مبارکہ ہے جو نہ تو اجسام کی موجودگی کے مشرق میں ہے اور نہ اعیانِ ثابتہ کے غیب ہونے کے مغرب میں ہے۔ ذاتِ الٰہی نار ہے جو تمام تجلّیات کا اصل ہے اور انھیں قائم رکھنے والی ہے اسی سے ظاہر و باطن نے روشنی حاصل کی ہے۔

٢٤ فی ا، ط "العینیۃ"
٢٥ ن "بابیۃ"
٢٦ فی ا، ط "الاقرابیۃ"

الوجه اسمن على مذاقهم جذا مورہ سجانہ فی حضرۃ ، و مستوی الصورۃ الوجود یۃ المنبسطۃ علیٰ ہیاکل الموجودات مصباح ، بہ استضاءت الماہیات بالظہور علی انفسہا و امثالہا ، وہی مسماۃ بالاسم الرحمٰن ، والفیض المقدس دعالم الارواح ، موسوم بعالم الامر والملکوت زجاجۃ ، وعالم الاشباح المعروف بعالم الخلق والملک مشکوۃ ، والتنزل العلمی التفصیلی باصولہ وفروعہ المسمّٰی بالوحدانیۃ التی منہا ینشعب شعبۃ الاسماء الالٰہیۃ وشعبۃ الاعیان الثابتۃ زیتونۃ مبارکۃ لاہو فی مشرق الوجود الخارجی ولا فی مغرب العدم الصرف ، بل موجود علمی و معدوم عینی ، والتوجہ الحضرۃ الجامعۃ للاسماء الالٰہیۃ المسماۃ الالوہیۃ زیت ، والوجود الصرف

آٹھویں توجیہ

اہلِ صُوفیائے کرام کے ذوق کے مطابق۔

اللہ سبحانہٗ کے نور کے لیے حضور و ظہور ، جہاں سب چیزیں روشن ہوتی ہیں ، یہ ایک صورت وجودیہ ہے جو تمام موجودات کے اجسام میں پھیلی ہوئی ہے یہ مصباح ہے اسی سے ماہیات اور حقائق نے اپنی ذاتوں پر یا ان کی مثال پر ظہور کے ساتھ روشنی حاصل کی ہے اور اسی کو رحمٰن کے نام سے پکارا جاتا ہے اور پاکیزہ فیض اور عالمِ ارواح جس کو عالمِ امر و عالمِ ملکوت کہا جاتا ہے وہ زجاجہ ہے اور عالمِ اشباح (صورتیں) جو عالمِ خلق و ملک کے نام سے معروف ہے وہ مشکوٰۃ ہے اور تنزلِ علمی تفصیلی اپنے تمام اصول اور فروع کے ساتھ جسے وحدانیت کہا جاتا ہے جس سے اسماء الٰہیہ کا شعبہ اور اعیانِ ثابتہ کا شعبہ نکلتے ہیں زیتونہ مبارکہ ہے جو نہ تو وجودِ خارجی کے مشرق میں ہے اور نہ عدمِ محض کے مغرب میں۔ بلکہ علمی طور پر موجود اور شخصی و عینی طور پر معدوم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ جو اسماء الٰہیہ کی جامع ہے اور جسے الوہیت کہا جاتا ہے یہ زیت ہے اور وجودِ محض جسے احدیتِ مجرّدہ کہا جاتا ہے نار ہے اور وجودِ منبسط جو اس کا تنزل ہے اور عموم و انبساط کی قید کے

۲۷ فی اط "بالوحدیۃ"

أی بالاحدیۃ مجردۃ نار و وجود منبسط تنزل لہ[28] متقید بقید العموم ، والانبساط۔

الوجہ التاسع علی اصل سیدی ، والدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لنورہ تعالیٰ فی موطن الشخص الصغیر والانانیۃ الصغری ، الحجر بحث[29] اعنی ودیعۃ الذات العلیۃ فی النفس الجزئیۃ عند تنزل النفس الکلیۃ بہا باقیۃ علی صرافتہا واعتلائہا مصباح ، ولطیفتہا[30] الروح والسر زجاجۃ ، ولطیفتہا[31] القلب والعقل مشکوۃ ، وحظیرۃ القدس اعنی مجمع ہمم الملاء الاعلیٰ و مدارک النفوس العلی المسمّی بعرش الرحمٰن ومستوی الدیّان ، ودیوان کمال التدبیر وبرزخ الجمیع بین احکام الامکان والوجوب زیتونۃ مبارکۃ لاشرقیۃ فی صقع الاطلاق والتجرد المحض ولا غربیۃ

ساتھ مُقیّد ہے۔

نویں توجیہ

میرے والد محترم و مکرم کے اصول پر۔

اللہ تعالیٰ کے نور کے لیے شخص اصغر اور انانیت صغریٰ کے وطن میں حجر بحت اس سے میری مُراد نفس جزئی میں ذاتِ عالی کا ودیعت ہونا جب نفس کلی کا اس میں تنزل ہوتا ہے اپنی صرافت اور اعتلاء (خالص اور بلند ہونا) یہ مصباح ہے اور روح و سِرّ کا لطیفہ زجاجہ ہے ، قلب و عقل کا لطیفہ مشکوٰۃ ہے حظیرۃ القدس یعنی ملاءِ اعلیٰ کے ہموم اور نفوس عالیہ کے مدارک جن کو عرشِ رحمان ، مستوی دیّان ، کمالِ تدبیر کا دیوان اور برزخ جو امکان و وجوب کے احکام کی جامع ہے کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ یہ زیتونہ مبارکہ ہے جو نہ شرقی ہے اطلاق کی جانب اور تجردِ محض میں اور نہ غربی ہے۔ ہیولیٰ کے گڑھے میں (پست مکان میں) احیاز اور روحِ علوی جس

۲۸ ن "تنزل منہ"
۲۹ "فی الاصل البحت والصواب البحت راجع البدور البازغۃ و تفہیمات وشرح الاعتصام وغیر ذلک وہو بحتنا" فی اط۔
۳۰ فی اط "لطیفتا"
۳۱ فی اط "لطیفتا"

في وهوية الهيولى، ولا بيانه وارزح احوى المعسر[21] بامام الرسالة في تلك الحظيرة عند الفسخ سر المقدير زيت. والتجلى الاعظم نار، والنفس فتيلة.

الوجه العاشر على طوره رضى الله تعالى عنه ايضا لنوره سبحانه في قلب الشخص الاكبر والانانية الكبرى تندلى الكل والطلسم الالهي الموسوم باسم الرب عقدة الربط بين القدم والحدوث ومركز الجمع بين التكوين والتشريع فتلة. حوائج الدعاء ومصدر التدبير والقضاء مصباح. ووحدة الجمع بين وهم الشخص الاكبر وخياله فتيلة. حظيرة القدس سكرجة. وعالم المثال والنفوس العلوية زجاجة. وعالم الاجسام من السموات والارض مشكوٰة. والنفس الكلية اى الوجود المنبسط زيتونة مباركة، لا هي اول الاوائل في مشرق الوجود ولا هي في مرض التغير والزوال في مغرب الوجود. والعناية الازلية الحافظة لكمال التدبير الناشية من النفس الكلية اعنى الطبيعة

کی تفسیر امام الانسان کی جاتی ہے اس حظیرہ میں جب تقدیر کا راز جھپتا ہے یہ زیت ہے۔ تجلی اعظم نار ہے اور نفس فتیلہ ہے۔

دسویں توجیہ یہ بھی میرے والد گرامی کے طریق پر ہے۔ اللہ سبحانہ کے نور کے لیے شخص اکبر اور انانیت کبری میں تند لی کل اور طلسم الٰہی جو رب کے نام سے موسوم ہے قدم اور حدوث کے درمیان رابطہ کی ایک گرہ، تکوین و تشریع کے درمیان مرکز جامع، ضروریات و دعا کا قبلہ اور تدبیر و قضاء کے صادر ہونے کی جگہ ہے یہ مصباح ہے۔ شخص اکبر کے وہم اور اس کے خیال کے درمیان جمع کا ایک ہونا فتیلہ ہے۔ حظیرۃ القدس کٹھالی ہے۔ عالم مثال اور نفوس علویہ زجاجہ ہے۔ آسمانوں اور زمین کا عالم اجسام مشکوٰۃ ہے۔ نفس کلیہ یعنی وجود منبسط زیتونہ مبارکہ ہے نہ یہ وجود کے اشراق کی جگہ میں اوّل الاوائل ہے اور نہ ہی وجود کے غروب ہونے کی جگہ میں تغیر و زوال کے معرض ہے، عنایت ازلی جو کمالِ تدبیر کی محافظ اور نفس سے پیدا

[21] فی ا ا ط "المنفسر"

الكلية والمسمى بطبيعة زيت، والنفس الاخص والمسمى[22] بحرم المطلق بحسب مساعدة الاسباب والقوى المختومة[23] شعاع المصباح والتجلى الاعظم والذات الثابتة نار، فتلك عشرة كاملة اوردتها تبصرة وتنبيها للمهرة المستبصرين.

تکملہ ! ويلحقها التكملة.

وهى من المقصد كذنب العروس، اذكر فيها ان تاويل الآية لا يختص بالمسالك المذكورة بل يمكن ان يتاتى على تطبيقها، من اتقن تحرير مثال على الوجه الذى ذكرت ورزق فهما من عند الله سبحانه.

ہونے والی ہے یعنی طبیعت کلی، درحقیقت کلی زیت ہے نظام افضل اور حرمِ مطلق کے ساتھ متابعت کا اعتبار اسباب اور قوی ناگزیر (جن پر ختم ہے) کی موافقت سے مصباح کی شعاع ہے۔ تجلی اعظم یا ذاتِ عالی نار ہے۔

چنانچہ یہ دس کامل توجیہات ہیں جو میں نے غور سے دیکھنے کی طلب رکھنے والے ماہرین کی آگاہی و تبصرہ کے لیے یہاں بیان کردی ہیں۔

تکملہ، اور ان سے ملحق تکملہ ہے

اور اس کی حیثیت مقصد کے ساتھ ایسے ہے جیسے دولہے کے لیے دُم۔ میں اس تکملہ میں یہ بیان کروں گا کہ اس آیت کی تعبیر ان ہی دس مذکورہ مسالک کے ساتھ خاص نہیں بلکہ ہو سکتا ہے کہ جس طریقے پر میں نے مثال ذکر کی ہے۔ ہر مسلک پر اس کی تطبیق ممکن ہے اس شخص کے لیے جس نے مثال کی تحریر کو اچھی طرح یاد کیا ہو اور اُسے اللہ سبحانہ کی طرف سے فہم عطا ہو۔

[22] فی ا ا ط "والتشبيه بالحجر"
[23] فی ا ا ط "المحتوية"

وَالتمهید

جملة ان العلوم الدائرة والفنون السائرة كلها من عميم فيض الحق وكمال كرمه، وسعة لطفه، واسباغ نعمه، وموضوعات لصناعات جميعها من انوار حكمته، وآثار قدرته، فهی باسرها علی حسب مراتبها مدیه محتوية وعنايته[۳۵] لشارقی لی مبذولة، ولصحاب كل فن فی محلها مرحلة[۳۶] خوض، ولا قيدما اصاب الحق منه، نصيب شقيقه او وهن وظن من يزعمها شبهة في حضرة الربوبية اوخارجة عن حيطة الوهية باطل وعن حيلة[۳۷] الصدق عاطل في زرنياب فيه

تمہید

حاصل کلام یہ ہے تمام علوم وفنون جوجاری وساری ہیں وہ سب کے سب حق سبحانہ کے فیضِ عام، اس کے کرم کے کمال، اس کی مہربانی کی توسیع وشاعت، اور اس کی نعمتوں کی تکمیل کا نتیجہ ہیں۔ اور صنعتوں کی تمام مصنوعات اسکی دانائی کے انوار اور اس کی قدرت کے نشانات ہیں اور یہ تمام اشیاء اپنے مراتب کی ترتیب کے ساتھ اس کے ہاں جمع ہیں، اور اس کی عنایت ومہربانی ان کی طرف مبذول ہے اور ہرصاحب فن کے لیے اللہ سبحانہ کے کلام میں مقامِ غوروفکر ہے اور اس کے لیے پاسندنی ہے اس چیز کی جو اس نے حق سے پائی، یک پھول پایا یا ایک باغیچہ جس نے اس کی ربوبیت کے حاضر ہونے میں کسی شبہ کا گمان کیا یا کسی چیز کے اس کی خدائی کے احاطے سے باہر ہونے کا خیال کیا تو اس کا یہ گمان باطل ہے اور سچی تدبیر سے بے کار کرنے والا ہے۔ پس

---

[۳۵] فی ا، ط "وعنايته تعالى بها مبذولة"۔

[۳۶] فی ا، ط "شية"۔

[۳۷] ن "حيلة"۔

الا المقصور باع وقصر ذرع ولا المتنفر عنه الا من سوء واع اوحتف صاع فلا ينكره بالمسلي الاطلاق الا رجل خلی البال نسی قول قائلهم۔

جميع العلم فی القرآن لكن تقاصر عنه افهام الرجال

او غفل عما نطق به افصح الانس ان للقرآن ظهرا وبطنا الی سبعة، ويحكى الی سبعين البطن، نعم تحريف المعانی الشرعية المقصودة ورفض محكمات النصوص المعهودة من ضلال وغی ولكن عسى ان يكون جحد ما عداها بالكلية من عية وعی فلله در من انصف فاخذ ما صفا وميز بين الحق والباطل فتقبل ودعا ثم اقول۔

(ل)، تاویلها من قبل اہل التفسیر معانی القرآن المحکمة المرشدة مصباح، ونظمة

اس میں شک کے لیے گنجائش نہیں مگر جس میں طاقت کی کمی ہے اور بازو کی کوتاہی اور اس سے وہی تنفر (بھاگتا) کرتا ہے جس میں کوئی بُرا سبب ہو یا پیمانے کی کمی ہو۔ پس اس کا مطلقاً انکار نہیں کرسکتا مگر وہی شخص جو دل سے خالی ہو اور بزرگوں کے اس فرمان کو بھول چکا ہو۔

تمام علوم قرآن میں ہیں لیکن اس سے عام لوگوں کے فہم (عقل) قاصر ہیں۔

یا وہ شخص جو کائنات کی فصیح ترین ہستی (حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم) کے اس کلام سے غافل ہو کہ بلاشبہ قرآن کا ایک ظاہر ہے اور سات تک بطن اور یہ بھی منقول ہے کہ ستّر باطن ہیں البتہ وہ معانی جو شریعت میں مقصود ہیں ان کو بدلنا اور محکم نصوص جو معروف ہیں ان کو ترک کرنا گمراہی اور سرکشی ہے لیکن ان کے ماسوا کا کُلّی طور پر انکار کرنا تنگی وعسرت اور سوال وفقر ہے پس اللہ کے لیے خیرِ کثیر ہے اس شخص کی جس نے انصاف کیا اور صاف ستھری بات لے لی حق وباطل کے درمیان تمیز کی اور حق کو قبول کرلیا اور باطل کو چھوڑ دیا۔ اب میں کہتا ہوں:

ل۔ اسکی تفسیر مفسرین کی رائے پر۔ یوں ہے:

قرآن کے معانی جو محکم ہیں اور واضح ہدایت کا ذریعہ ہیں وہ مصباح ہیں اور اس کی

المعجز المتلالی زجاجة واستنة الحادثة له المبیّنة ایاہ کما قال سبحانہ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ ثم سائر التفسيرات مشکوٰة، و القواعد الادبیة والاصولیة التی منها التنبط المعانی اللغویة والشرعیة زیت، و لغة الفصیحة العربیة، والاخبار الصحیحة المرویة من السابقین والمبادی العقلیة المقتضیة[۳۶] من البراہین زیتونة مبارکة، والعنایة الالٰہیة المشار الیہا فی قولہ سبحانہ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ وقولہ اِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ نار، واللغة الفصیحة خالیة عن الرکاکة والاغلاق۔

(ب) وتاویلہا من قبل اہل التذکیر ملوک الجنة کالمصباح، وغرفہا وقصورہا کالزجاجة المشرقة وہی کالمشکوٰة، ونعیمہا من الرزق والشراب کالزیت، وشجرة طوبیٰ بل

عبارت (الفاظ) جو مخالفین کو عاجز کرنے والے اور روشن ہیں وہ زجاجہ ہیں اور وہ سنت جو اس کو ظاہر کرنے والی اور اس کو بیان کرنے والی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "تاکہ آپ لوگوں کے سامنے بیان کریں جو ان کےلیے نازل کیا گیا"۔ نیز باقی تفسیریں یہ سب مشکوٰۃ ہیں وہ ادبی اور اصولی قاعدے اور ضابطے جن کی مدد سے لغوی، اور شرعی معانی معلوم ہوتے ہیں وہ زیت ہیں اور لغت عربی جو فصیح ہے اور صحیح احادیث جو پہلے بزرگوں کی روایت کی ہوئی ہیں نیز وہ عقلی مبادیات جو براہین و دلائل سے حاصل ہوتی ہیں وہ زیتونہ مبارکہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور توجہ جس کی طرف اللہ تعالیٰ کے اس کلام میں اشارہ کیا گیا ہے: "پھر ہمارے ذمہ اس کی وضاحت ہے"۔ اور یہ فرمانِ الٰہی "بےشک ہمارے ذمہ اس کی حفاظت ہے"۔ یہ نار ہے اور فصیح و بلیغ زبان ہر قسم کی کمزوری اور اشکال سے پاک ہے۔ (یہ نور علیٰ نور ہے)

ب۔ تاویل۔ اہلِ ذکر و فکر کی جانب سے:

جنت کے بادشاہ (مکین) مصباح کی مانند ہیں ان کے محلّات اور بالاخانے جو چمکتے ہوئے زجاجہ کی طرح ہیں وہ مشکوٰۃ ہیں اور جنت کی نعمتیں جو کھانے اور پینے کے

---

[۳۶] ل ۔ ط "المقتضیة"

سائر اشجارہا وبساتینہا کالزیتونة المبارکة، لیس ہناک شرق ولا مغرب لا یرون فیہا شَمْسًا وَّلَا زَمْهَرِيْرًا، ومشاہدة جمال اللہ الانور، ورضوان اللہ الاکبر کالنار۔

(ج) وتاویلہا من قبل اہل الفقہ الکعبة مصباح، والمسجد الحرام زجاجة، وارض الحرم مشکوٰة، وتوجہ المصلّین والطائفین الیہا والعبادات المتعلقة بہا زیت، والملّة القائمة بہا زیتونة مبارکة، فی کل ناحیة من المشرق والمغرب، لا تختص بواحد منہا، والشریعة الآمرة بتعظیمہا نار، او سیّدنا ابراہیم علیہ السّلام زیتونة مبارکة، ودعاءہ لہا زیت۔

(د) وتاویلہا من قبل اہل التاریخ، النبی صلّی اللہ علیہ وسلّم مصباح، وبنو ہاشم او قریش زجاجة لہم الشرف والخلافة بہ صلّی اللہ علیہ وسلّم والعرب مشکوٰة، والنور المتوارث فی جباہ

لیے مہیا ہوں گی وہ زیت ہیں اور طوبیٰ کا درخت بلکہ جنت کے تمام درخت اور باغات زیتونہ مبارکہ کی طرح ہیں جو نہ وہاں مشرق میں ہے اور نہ مغرب میں نہ جنتی لوگ وہاں دھوپ دیکھیں گے اور نہ انتہائی ٹھنڈک محسوس کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے جمالِ انور اور اس کی رضوانِ اکبر کا مشاہدہ نار کی مانند ہے۔

ج۔ اور اسکی تفسیر اہلِ فقہ کی رُو سے:

کعبہ مصباح ہے، مسجدِ حرام زجاجہ ہے سرزمینِ حرم مشکوٰۃ ہے نمازیوں اور طواف کرنے والوں کی کعبہ کی طرف توجہ اور اس سے متعلقہ عبادات زیت ہیں اور اس کو قائم رکھنے والی ملّت زیتونہ مبارکہ ہے جو مشرق و مغرب کے ہر کونے میں ہے اور کسی ایک جہت سے خاص نہیں۔ اور شریعت جو اس کی تعظیم کا حکم دینے والی ہے وہ نار ہے یا سیّدنا ابراہیم علیہ السّلام زیتونہ مبارکہ ہیں اور انکی دُعا اس جگہ کے بارہ میں زیت ہے۔

د۔ اور اسکی تفسیر اہلِ تاریخ کی جانب سے:

نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم مصباح ہیں، بنو ہاشم یا قریش زجاجہ ہیں۔ ان ہی کےلیے بزرگی اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خلافت کا حق ہے، عرب مشکوٰۃ ہیں اور وہ نور جو

اباء وہ صلّی اللہ علیہ وسلّم زیت، وسیّدنا ابراہیم او نوح علیہما السّلام شجرۃ مبارکۃ، کانا فی ارض الشام والعرق دون ارض المشرق، وما ارض المغرب. وَمَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ونبوۃ التشریع، والملک التی بہا ساد رسول اللہ صلّی علیہ الوریٰ وارتقی الی قاب قوسین او ادنیٰ، واشتہر بین الخلائق بالفضل والعلیٰ نار ے

(ہ) وتاویلہا من قبل اہل السلوک مشاہدۃ جمع الجمع والفرق مصباح، والتجلّی الذاتی نارہ والتوحید الصفاتی زجاجۃ، والافعالی مشکوٰۃ، وصدق الارادۃ والمحبۃ الذاتیۃ المودعۃ فی الکل زیت[۱۵] والحب الازلی المشار الیہ فی قولہ فاحببت ان اعرف، زیتونۃ مبارکۃ، جامعۃ

آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آباء و اجداد کی پیشانیوں میں پے بہ پے چلتا رہا ہے وہ زیت ہے اور سیّدنا ابراہیم و نوح علیہما السّلام شجرہ مبارکہ ہیں جو شام اور عراق کے ممالک میں تھے نہ مشرق کی سرزمین میں اور نہ مغرب میں "اور نہ حضرت ابراہیم (علیہ السّلام) یہودی تھے اور نہ نصرانی بلکہ یکسو ہونے والے اور فرمانبردار تھے" نبوتِ تشریعی اور وہ بادشاہی و حکومت جس کے ساتھ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تمام مخلوق کی سرداری کی اور قاب قوسین (دو کمانوں کا فاصلہ) یا اس سے بھی کم فاصلے تک آپ پہنچے اور ساری کائنات میں فضیلت و برتری کے ساتھ مشہور ہوئے وہ نار ہے۔

ہ۔ اور اس کی تاویل اہلِ سلوک کی طرف سے:

جمع الجمع، اور فرق کا مشاہدہ کرنا مصباح ہے ذاتی تجلّی نار ہے توحید صفاتی زجاجہ ہے اور توحید افعالی مشکوٰۃ ہے۔ صدقِ ارادت اور ذاتی محبت جو ہر ایک میں ودیعت رکھی گئی ہے زیت ہے۔ محبت ازلی جس کی طرف اس قول میں اشارہ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس میں نے چاہا کہ پہچانا جاؤں" زیتونہ مبارکہ ہے جو ان دونوں کو جمع کرنے والا

---

[۱۵] فی ا، ط "فی الکل"

وصفی ظہور المحبوب بالجمال واختفاء المحب تحت سکر الحال، ولا یختص بالاتصال ولا بالانفصال.

(و) وتاویلہا من قبل اہل الجفر الحروف البسیطۃ کالمصباح، والکلم المتالفۃ فیہا کالزجاجۃ والعبارات المرکبۃ منہا کالمشکوٰۃ، وقواعد استخراج العلوم والتصرف فی امو لیدہا کالزیت، وامیر المؤمنین علی علیہ السّلام وذریتہ الطاہرۃ کالزیتونۃ المبارکۃ، لانہم کانوا ظاہرین علی کافۃ الناس، ولا مختفین عن الخواص وکانوا ورثۃ لنبوۃ اقطاب الولایۃ، لا انبیاء ولا کعامۃ الاولیاء والصلحاء، والتعلیم الحاصل من اللہ سبحانہ بعد المحافظۃ علی شرائط الورع والادب والطہارۃ والیقین کالنار.

(ز) وتاویلہا من قبل اہل الاخلاق، ملکۃ العدالۃ ای غلبۃ القوۃ الممیزۃ مصباح،

ہے۔ جمال کے ساتھ محبوب کے ظاہر ہونے کی وصف اور حالتِ سکر (جذب و نشہ) کے تحت محبّ کا پوشیدہ ہونا جو نہ وصل کے ساتھ خاص ہے اور نہ جدائی کے ساتھ۔

و۔ اور اس کی تفسیر اہلِ جفر کی طرز پر:

حروف بسیط (الگ الگ حروف) مصباح کی مانند ہیں اور کلمات جو ان سے بنتے ہیں وہ زجاجہ کی طرح ہیں اور وہ عبارتیں جو ان کی ترکیب سے حاصل ہوتی ہیں وہ مشکوٰۃ جیسی ہیں علوم کے حاصل کرنے کے قواعد و ضوابط اور ان کی پیدائش کی جگہوں میں تصرّف زیت ہے اور جہان بین کے بعد حاصل ہونے والے علوم زیت ہیں اور امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی اولادِ پاک زیتونہ مبارکہ ہے نہ وہ تمام لوگوں پر ظاہر ہیں اور نہ خاص لوگوں سے پوشیدہ ہیں اور نبوّت کے وارث اور ولایت کے قطب ہیں۔ نہ تو نبی ہیں اور نہ عام اولیاء اور صلحاء کی طرح ہیں اور اللہ تعالیٰ سے حاصل ہونے والی تعلیم جو تقویٰ، ادب پاکیزگی اور یقین کی شرائط کا لحاظ رکھتے ہوئے حاصل ہو نار کی مانند ہے۔

ز۔ اس کی تفسیر اہلِ اخلاق کی نظر میں:

انصاف کا ملکہ یعنی اس قوت کا غلبہ جو ظالم و مظلوم میں تمیز کا ذریعہ ہے وہ مصباح

والاخلاق الفاضلة من الحكمة والشجاعة والعفة زجاجة، والافعال المتقنة مشكوٰة، والتجارب النافعة والعلوم المهذبة زيت، والعقلاء اهل التجارب المعتدلون عن طرفي الافراط والتفريط زيتونة مباركة، والنفس الكاملة ذات القريحة الوقادة والمزاج المعتدل نار، مولدة لكمال الاخلاق۔

(ح) وتاويلها من قبل اهل السياسة الملك مصباح، والامراء زجاجة، والجند مشكوٰة، والدولة زيت، والرعية التي يجلب منها المال زيتونة يجب[1] ان لا يكون في غاية الذل[2] والافلاس وفي غاية الرفه[2] والاستكبار[3] والقهر والغلبة مع التاييد والاقبال نار، والعدل نورہ۔

(ط) وتاويلها من قبل اهل العربية بلاغة الكلام مصباح، وفصاحته زجاجة، وصحته

ہے اور عمدہ اخلاق مثلاً دانائی، بہادری اور پاکبازی زجاجہ ہیں اور پختہ افعال مشکوٰۃ ہیں نفع دینے والے تجربات اور تہذیب سکھانے والے علوم زیت ہیں عقل مند لوگ جو تجربہ کار ہیں اور افراط و تفریط سے ہٹ کر اعتدال کی راہ اختیار کرنے والے ہیں وہ زیتونہ مبارکہ ہیں اور ذہین (نفس) کامل جو وقاد طبیعت اور معتدل مزاج کا مالک ہو وہ نار ہے جو اخلاقی کمال کو پیدا کرنے کا ذریعہ ہے۔

ح۔ اہلِ سیاست کے ہاں اس آیت کی تفسیر

مُلک (بادشاہ) مصباح ہے۔ دیگر امراء و حکام زجاجہ ہیں، فوج مشکوٰۃ ہے اور حکومت یا سرمایہ زیت ہے اور رعایا جس سے مال حاصل کیا جاتا ہے وہ زیتونہ ہے ضروری ہے کہ رعایا انتہائی کمزور اور مفلس نہ ہو اور نہ انتہائی آرام طلب اور مال دار ہو، تائید اور اقبال کے ساتھ غلبہ و قہر نار ہے اور عدل و انصاف اس کا نُور ہے۔

ط۔ اہلِ عربیۃ کی جانب سے اس آیت کی تفسیر

---

[1] فی ا، ط "یجب الا یکونوا والصواب عندی یجب ان لا یکونو"

[2] فی ا، ط "الترفہ"

[3] ن "الاستکبار"

مشکوٰة، والمزايا البيانية من التشبيهات والاستعارات مصباح، والمحسنات البديعية زجاجة، والمعانوية مشكوٰة، وبلاغة المتكلم زيت، وهو زيتونة، لا يكون من اهل التعقيد والاغلاق ولا من اهل الكلام السوقي، والتطويل ومقتضى الحال نار۔

(ی) وتاويلها من اهل المنطق التصديق الجازم الثابت المطابق مصباح، والنسبة التامة الخبرية زجاجة، وعقد الوضع والحمل مشكوٰة، والضروب الناتجة والاوضاع المنتجة زيت، والشكل الاول الراجع اليها جميع الاشكال اومطلق القياس او الموصل او المقدمات اليقينية زيتونة مباركة، ولا يكون الدليل من اجلى البديهيات كالجزئيات المادية المتغيرة، ولا من اخفاها بحيث لا يدرك بالعقل اصلا كمحض السمعيات، بل الامور الغائبة عن

کلام کی بلاغت مصباح ہے اور اس کی فصاحت زجاجہ ہے، اس کی صحت مشکوٰۃ ہے اور علم بیان کی دیگر خوبیاں مثلاً تشبیہات، اور استعارات مصباح ہیں اور علم بدیع کی محسّنات (کلام کو حُسن بخشنے والی خوبیاں) زجاجہ ہیں اور بامقصد ہونا مشکوٰۃ ہے متکلم کا بلیغ ہونا زیت ہے اور خود متکلّم زیتونہ ہے جو نہ ان لوگوں میں سے ہو جو مشکل اور پیچیدہ کلام کرنے والے ہیں اور نہ ایسے اہلِ کلام سے ہو جو بازاری اور طویل گفتگو کرنے والے ہیں مقتضی الحال (موقع و محل کی مناسبت) نار ہے۔

ی۔ اہلِ منطق کے ہاں اس آیت کی تفسیر:

تصدیق ثابت جازم اور مطابق واقع مصباح ہے، نسبت تامہ خبریہ زجاجہ ہے اور وضع و حمل کا عقد یعنی عقد وضع اور عقد حمل مشکوٰۃ ہے وہ شکلیں جو نتیجہ دیتی ہیں اور وہ اوضاع (قرائن) جن سے کوئی نتیجہ حاصل ہوتا ہے وہ زیت ہیں، شکل اوّل جس کی طرف تمام شکلیں راجع ہوتی ہیں یا مطلق قیاس یا مُوصل (نتیجہ تک پہنچانے والا کلام) اور یقینی مقدمات یہ سب زیتونہ مبارکہ ہیں اور دلیل نہ تو بدیہیات میں سے ہو جیسے متغیّر ہونے والی مادی جزئیات اور نہ سب سے اخفیٰ (پوشیدہ) ہو جس کا عقل بالکل ادراک نہ کر سکے جیسے وہ چیزیں جو صرف نبی

مدارک البشر واقوة الحاکمة او المفکرة نار ؛

(یا)، وتاویلها من قبل اہل الطب الروح الہوائی او القلب مصباح، والشرائین اوالریۃ زجاجۃ، والجلد والاعصاب مشکوٰۃ، والدم والاخلاط الصالحۃ زیت، والکبد زیتونۃ لیس فی رقۃ الاخلاط ولا فی صلابۃ العظام، ولا فی اسفل البدن، ولا فی اعلاہ، وفی الدم اعتدال مستعد للحیوۃ والنفس الممهدة[٣٣] لها نار، وہی نورہا ؛

(یب)، وتاویلها من قبل اہل الابصار من علمأ التشریح والمناظر، الجلیدیۃ سکرجیۃ، والزجاجیۃ زجاجۃ، والعنکبوتیۃ مشکوٰۃ والصورۃ المنطبعۃ[٣٤] بامداد الخطوط الشعاعیۃ المخروطیۃ مصباح یوقد من زیت مستنیر، وسطح المرئی زیتونۃ یجب ان لا یکون فی ظلمۃ شدیدۃ لا ینفذ

سے حاصل ہوسکیں بلکہ وہ امور بھی نہ ہوں جو انسان کے ادراک سے بالا ہوں اور قوۃ حاکمہ یا قوۃ متفکرہ (نظر و فکر والی قوت) نار ہے۔

یا۔ اس کی تفسیر اہل طب کے ہاں :

روح ہوائی اور دل مصباح ہیں۔ خون کی رگیں اور طعام کی نالی زجاجہ ہے جلد اور پٹھے مشکوۃ ہیں۔ خون اور صحیح خلطیں (سودا، صفرا وغیرہ) زیت ہیں۔ جگر زیتونہ ہے جو نہ تو بالکل رقیق (پتلی) اخلاط میں ہے اور نہ سخت ہڈیوں میں نہ بدن کے نچلے حصے میں اور نہ اسکے اوپر والے حصے میں اور خون کا اعتدال جو زندگی اور جان کی استعداد رکھتا ہے وہ نار ہے اور یہ معتدل خون اس کا نور ہے۔

یب۔ اور اس کی تفسیر علماء تشریح و مناظر میں سے اہل بصیرت کے ہاں :

جلیدیۃ پیالی ہے۔ زجاجیۃ زجاجہ ہے، عنکبوتیۃ مشکوٰۃ ہے اور صورۃ منطبعۃ جو مخروطی شعاعوں کی مدد سے حاصل ہوتی ہے وہ مصباح ہے جسے روشن اور چمکدار تیل (روغن) سے جلایا جاتا ہے اور دکھائی دینے والی سطح زیتونہ ہے جس کے لیے

---

[٣٣] فی ... ط "المفیدة"

[٣٤] فی ا د ط "المنطبعۃ"

فیہا شعاع البصر، فی نور شدید یتخلل فیہ الشعاع، ولا فی غایۃ القرب، ولا فی غایۃ البعد والنور الذی فی مجمع النور والنفس الحیوانیۃ، والانوار الخازنیۃ[٣٥] نار، والانکشاف البصری نورہا ؛

(یج) وتاویلها من قبل اہل التنجیم، الجزء الطالع مصباح، والدرجۃ زجاجۃ، وما یحیط بہ من البیوت بل تمام الزائجۃ من الاوتاد والبیوت مائلۃ والزائلۃ[٣٦] مشکوٰۃ، والادلاء من السہام والتسییرات والخطوط وغیرہا زیت، والکواکب زیتونۃ، یدور فی النفس[٣٧] الشرقی والغربی، ولیست بشرقیۃ ولا غربیۃ، او اشعۃ الکواکب زیت وہی فی افلاکہا

ضروری ہے کہ وہ نہ تو ایسی سخت تاریکی میں ہو جس میں آنکھ کی شعاع نہ گزر سکے اور نہ اتنی تیز روشنی میں ہو جس میں شعاع بے اثر ہو جائے نہ انتہائی قریب ہو اور نہ انتہائی دور اور وہ نور جو مجمع النور (نور جمع کرنے والی چیز یا جگہ) میں ہے نفس حیوانی یا انوار خازنیۃ نار ہیں اور انکشاف بصری (آنکھ سے دیکھ لینا) اس کا نور ہے

یج۔ اور اسکی تفسیر علم نجوم کے ماہرین کے ہاں :

جزو طالع مصباح ہے اور اس کا برج زجاجہ ہے اور جو خانے اس کا احاطہ کرتے ہیں بلکہ وہ پورا زائچہ جو ان کیلوں سے بنایا جاتا ہے اور خانے جو جھکے ہوتے ہیں اور اپنے مقام سے ہٹے ہوتے ہیں وہ مشکوۃ ہیں۔ تیر، سیارے، زائچے اور لکیریں وغیرہ جو ملائے جاتے ہیں وہ زیت ہیں اور ستارے زیتونہ ہیں جو نفس شرقی اور غربی میں چکر کاٹتے ہیں اور خود شرقی یا غربی نہیں یا ستاروں کی شعاعیں زیت ہیں اور وہ ستارے اپنے افلاک میں زیتونہ ہیں اور احکام کے قوانین کو اپنے مقام پر رکھ کر گھروں کو برابر کر کے استادوں کی تقدیم اور قرآن کو حسابی قوانین کے ساتھ ضبط میں لا کر نتیجہ

---

[٣٥] فی ا د "الخارجیہ"

[٣٦] فی ا ط "الزائد"

[٣٧] فی ا د "سف"

زيتونة، وللعكر[48] المنتج للاحجام بإمارة[49] القواعد الاحكامية، وللتسوية لبيوت، ولتقديم الكواكب، وضبط القرانات بالقواعد الحسابية نار، وكشف قضية الله سبحانه بالاستدلال لا بالغيب نوره.

(بيد) وتاويلها من قبل اهل الحساب. العدد من عجائب آيات الله سبحانه بل من جملة الانوار القاهرة، كما قيل العدد عقل متحرك والعقل عدد ساكن وصدور المادي[50] كما قيل على حسب الطبائع العددية، والواحد العددي ظل الواحد الحقيقي، يكشف عن سر القيومية، والاحاطة والتوحيد الذاتي، وجملة[51] الافاعيل والانفعالات والحسن والقبح مبني على النسب العددية، وله في التكثير آثار عظيمة وفي الشريعة اعتبارات لطيفة، وكثير من الفنون الدينية والعقلية والصناعات العملية مستمد به، والمعاملات دائرة عليه ونظام الملك والدولة ينضبط

پیدا کرنے والی فکر نار ہے اور اللہ سبحانہ کے فیصلے استدلال کے ساتھ ظاہر کرنا جو کہ غیب کی باتوں کو ظاہر کرنا نہیں ہے یہ اس کا نور ہے۔

بید۔ اور اسکی تفسیر اہلِ حساب کے ہاں:

عدد اللہ سبحانہ کی عجیب آیات میں سے ہے بلکہ یہ تمام غالب انوار میں سے ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے عدد عقلِ متحرک ہے اور عقل عددِ ساکن ہے اور مادی چیز کا صادر ہونا جیسا کہ کہا گیا ہے عدد کے طبائع کے مطابق اور واحد عددی واحد حقیقی کا ظل اور سایہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قیومیت کے راز ظاہر کرتا ہے اس کا تمام اشیاء کا احاطہ کرنا، توحید ذاتی اور افعال و انفعال اور چیزوں کا حُسن و قبح (خوبی اور برائی) یہ سب عددی نسبتوں پر مبنی ہے اور اسکے تکثیر (کثرت) میں عظیم نشانات ہیں اور شریعت میں عمدہ اعتبارات ہیں اور بہت سے دینی اور عقلی فنون اور عملی صنعتیں اس سے مدد حاصل کرتی ہیں اور معاملات

---

[48] في ا، ط "الفكر"
[49] في ا، ط "باستعانة"
[50] في ا، ط "المبادي"
[51] في ا، ط "جملة"

به، وبرهانه، اصدق البراهين واقواها، ولله سبحانه فيه آيات بينات واسرار جلائل خفيات منها متحابة ومتباغضة الى غير ذلك مما لا يحصى[52].

ثم اقول الشيء المفروض لاجزاء الاعمال الحسابية مصباح، يظهر به المجهولات، وينكشف[53] به المخفيات، والمال بمنزلة الزجاجة ينطبق بالجذر ويحيط به، والكعب المشتمل عليهما بمنزلة المشكوة، وهي الاصول وما بعدها متآلفة منها، والنسب العددية المنتظمة المترتبة المبني عليها القواعد الجبرية، والاعمال الحسابية، زيت، والسلسلة العددية زيتونة مباركة، اصلها الواحد وعاليها تكراره كظاهر الوجود، وسافلها اجزائه، كباطن الوجود، لا نهاية

اس پر دائر ہیں، ملک اور حکومت کا نظام اس سے منضبط ہوتا ہے اور اس کے ساتھ پیش کی جانے والی دلیلیں زیادہ سچّی اور قوی ہوتی ہیں اور اللہ سبحانہ کی اس میں بہت سی واضح نشانیاں اور بہت سے خفیہ بزرگیوں کے راز ہیں بعض ان میں ایک دوسرے سے محبت کرنے والے، بعض بغض و عداوت رکھنے والے وغیر ذٰلک جو بے شمار ہیں۔

اب میں کہتا ہوں حسابی کاموں کے اجزاء کے لیے جو چیز فرض کی جاتی ہے وہ مصباح ہے کیونکہ اس سے نامعلوم چیزیں معلوم ہو جاتی ہیں اور مخفی چیزیں واضح اور ظاہر ہو جاتی ہیں اور مال زجاجہ کی طرح ہے جو جذر پر منطبق ہو جاتا ہے اور اس کا احاطہ کرتا ہے اور کعب جو ان دونوں پر مشتمل ہوتا ہے وہ مشکوٰۃ کی مانند ہے اور یہی اصول ہیں اور اسکے بعد والے اجزاء اسی سے بنتے ہیں اور وہ عددی نسبتیں جو منظم اور مرتب ہوتی ہیں اور جن پر جبری قاعدوں اور حسابی عملوں کا دارومدار ہوتا ہے وہ زیت ہیں اور عددی سلسلہ زیتونہ مبارکہ ہے جس کا اصل ایک کا عدد ہے اور باقی اوپر کے اعداد سب اسی ایک کا تکرار ہیں جیسے وجود کا ظاہر اور نچلے اعداد اس ایک کے اجزاء ہیں جیسے وجود کا باطن، اس کی نہ تو اوپر کی

---

[52] في ا، ط "مما لا يخفى"
[53] ن "يكسى"، ن "يكشف"

لہا من فوق ولا تحت، وہذہ السلسلۃ فاقدۃ العین، شاہدۃ الأثر ولیقۃ الحاسب المتوقد الذہن، الصائب الحدس نارہ۔

(یہ، وتاویلہ من قبل اہل الہندسۃ الخط فی السطح وہو فی الجسم والخط یتولد من نقطۃ تتحرک فی مسافۃ فالخط اول الابعاد وابسطہا واشرفہا واصلہا یتقدر بہ غیرہ تربیعا تکعیبا وہو شبیہ بالمصباح، ای الفتیلۃ والشعلۃ القائمۃ فی الشکل ایضا والسطح بالزجاجۃ فی رقتہ حیث لا عمق وفی شکلہ اذ منہ کری ویحیط بالمرکز والقطر، والجسم بالمشکوۃ، فی غلظہ[1] بالعمق وفی استقرارہ ومظروفیتہ والمسافۃ بالشجرۃ فی امتدادہا وتشعب الفجاج منہا

جانب کوئی انتہا ہے اور نہ نیچے کی جانب۔ اور یہ عددی سلسلہ نظر نہ آنے والی چیز ہے لیکن اس کا اثر بالکل ظاہر ہے اور مشاہدہ میں آتا ہے تجربہ کار، صحیح رائے والے تیز ذہن والے حساب کرنے والے شخص کا سلیقہ اور طریقہ نار (کی طرح) ہے۔

یہ۔ اور اس آیت کی تفسیر اہل ہندسہ (جیومیٹری۔ انجینئرنگ) کے ہاں:

خط سطح میں ہے اور سطح جسم میں۔ اور خط ایسے متحرک نقطوں سے بنتا ہے جو ایک مسافت میں حرکت کرتے ہیں۔ پس خط ہی سب سے پہلا، بعد ہے اور یہی سب سے وسیع، اشرف اور اصل ہے۔ اسی سے آگے مربع مکعب وغیرہ بنائے جاتے ہیں اور یہ مصباح یعنی فتیلہ کے مشابہ ہے اور شکل میں قائم ہونے والا شعلہ بھی اور سطح زجاجہ کے ساتھ باریک ہونے میں مشابہ ہے کیونکہ اس میں گہرائی (موٹائی) نہیں۔ اور اپنی شکل میں بھی مشابہ ہے کیونکہ بعض کی کروی شکل ہے اور یہ مرکز، اور قطر کا احاطہ کرتی ہے اور جسم اپنی موٹائی میں مشکوۃ کے ساتھ اس کی گہرائی میں مشابہ ہے۔ (جس طرح مشکوۃ میں عمق (گہرائی) ہے اسی طرح جسم میں غلظ یعنی موٹائی ہے) اور مسافۃ اپنے طویل ہونے میں اور اس سے مختلف راستوں کے نکلنے میں شجرہ کے ساتھ مشابہ ہے جیسے اس شجرہ کے ساتھ

---

[1] کذا فی الاصل «غلظ»

کالفروع والغصون، وہی من الامور المستغنیۃ عن المادۃ فی التعقل المفتقرۃ الیہا فی التحقق، وعند الاشراقیۃ برزخ بین عالمی المادیات والمفارقات، والحرکۃ المتقومۃ بہ الکائنۃ فیہا بالزیت فی سریانہا فی الاجسام وظہور افعالہا وآثارہا بہا، تکاد تحدث الابعاد لاقتضاءہا الجہۃ والاطراف والنقطۃ بالنار فی لطفہا ونفوذہا فی کل شیء وانتہاء الابعاد الیہا، انتہاء الموالید والصناعات الی النار، وفی کونہا کالذرۃ ثم یتولد منہا بالحرکۃ الابع فی اذرع۔ فہذہ خمسۃ عشر وجہا وہی مع السوالف خمسۃ وعشرون وتدور فی خلدی فی ہذہ المسالک وغیرہا وجوہ، لو تعرضت لہا، او بسطت القول فی مناسبات ماذکرت منہا، خشیت الاطناب والاسہاب۔

شاخیں اور ٹہنیاں ہوتی ہیں اور یہ ان امور میں سے ہے جو اپنے تعقل (ذہنی وجود) میں مادے کے محتاج نہیں لیکن اپنے تحقق (خارجی وجود) میں اسکے محتاج ہیں اور اشراقیہ کے نزدیک یہ عالمِ مادی اور عالم مفارق (جہاں مادہ سے خالی ہو) کے درمیان برزخ ہے اور وہ حرکت جو قائم ہے اور جس کی وجہ سے یہ اس میں موجود ہے زیت کے مشابہ ہے اس طرح کہ وہ حرکت اجسام میں جاری وساری ہوتی ہے اور انکے افعال اور آثار اس سے ظاہر ہوتے ہیں قریب ہے کہ ابعاد حادث ہوں کیونکہ وہ جہت اور اطراف کو چاہتے ہیں۔ اور نقطہ آگ کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے اپنی باریکی میں، ہر چیز میں نفوذ کرنے میں اور ابعاد کے اس پر ختم ہوتے میں جیسے پیدا ہونے والی اشیاء اور صنعتیں آگ پر ختم ہوتی ہیں نیز یہ غلّے کے دانے کی طرح ہونے میں بھی مشابہت رکھتا ہے پھر اس سے حرکت کے ساتھ وہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں جو گزوں میں بھی نہیں سمائیں۔

پس یہ پندرہ توجیہات ہیں اور پہلی توجیہات کے ساتھ مل کر یہ پچیس ہو جاتی ہیں اور میرے جی میں ان مسالک وغیرہ میں اور بہت سی توجیہات آتی ہیں۔ اگر میں ان کے درپے ہو جاؤں یا جو میں نے ذکر کی ہیں ان کے ساتھ مناسبت رکھنے والی باتوں

ولما كان الغرض التنبيه على قانون التطبيق ليكون مقياساً لحزب التحقيق، ودستوراً لرهط التدقيق، دون البسط والاسباغ، والبلوغ الى درجة الارتفاع، رأيت السكون اولى وكبح عنان البيان احرى۔

(خاتمة) وافتحت الى تمة المحشوة بمذكورات

(ا) اولها تحرير المثال على ما ذكرت هو الظاهر دلالة، المتعارف عادةً، ودونه وجوه محتملة، وان لم يكن خالية عن بعد وندرة، لا باس ان اشير اليها۔

وحصرها ان المشكوٰة اما بمعنى الكوة كما هو المشهور، واما بمعنى الانبوبة التي يغرز فيها

کی تفصیل بیان کروں تو مجھے ڈر ہے کہ بات بہت لمبی اور طویل ہو جائیگی ۔

چونکہ مقصود مطابقت کے قانون پر تنبیہ کرنا ہے تاکہ اہلِ تحقیق کے لیے مقیاس (قیاس کا پیمانہ/آلہ) اور باریک بین لوگوں کی جماعت کے لیے دستور بن جائے یہ مقصد نہیں کہ تفصیلی، طویل اور انتہائی بلند کلام کی جائے اس لیے میں نے یہاں پر ہی رُک جانا بہتر خیال کیا اور بیان کی لگام کو کھینچ لینا زیادہ مناسب سمجھا ۔

خاتمہ

اور اب میں خاتمہ شروع کرتا ہوں جو مذکورہ باتوں پر مشتمل ہے :

ا۔ ان میں سے پہلی بات۔ مثال کی تحریر جیسا کہ میں نے ذکر کیا ہے دلالت کے اعتبار سے ظاہر ہے اور عادۃً متعارف ہے اور اس کے علاوہ کچھ اور احتمالی توجیہات ہیں جو اگرچہ دوری اور نادر (قلیل) ہونے سے خالی نہیں ہیں تاہم اس میں کوئی حرج بھی نہیں کہ میں ان کی طرف اشارہ کروں۔

اور ان کا حصر اس بات میں کہ مشکوٰۃ طاق کے معنی میں ہے جیسا کہ مشہور ہے اور یا اس نلکی کے معنی میں ہے جس میں فتیلہ (بتی) ڈالی جاتی ہے پس وہ مصباح

الفتيلة، فيكون نوفاً اولياً حاملاً للمصباح، غير موصوف بالاستنارة، وعلى الشقين يعتاد المصباح، اما من زيت الشجرة كما هو المتعارف، او من عودها كما يعتاد في المساكن الجبلية الاستصباح بالاخشاب الدهنية وعلى الاحتمالين قوله يوقد من شجرة مباركة، اما على المعتاد، حيث يكون النار من خارج، والمادة من الشجرة، او على نهج قوله تعالى فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ. فيكون الشجرة جامعة الدهنية، القابلة للنار، والخاصية المولدة لها، كما في شجرة القصب والقطن مثلاً وعلى التقديرين قوله يكاد ولو لم اما مبالغة في نفاسته[55] وبراقته كما هو الظاهر، والمتعارف، او بمعنى التاكيد، وادعاء استنارته بالفعل اما في نفس الشجرة، او بعد الانفصال عنها كما يقال في سراج القطرب على قياس الرطوبات المضيئة في الحيوانات

(چراغ) کو اٹھانے والا براہِ راست برتن ہوتا ہے جو روشنی کے ساتھ موصوف نہیں ہوتا اور دونوں صورتوں میں چراغ کو روشن کرنا یا تو درخت کے تیل سے ہوتا ہے جیسا کہ مشہور ہے یا اس کی لکڑی سے ہوتا ہے جیسا کہ پہاڑی جگہوں میں روغن (تیل) والی لکڑی کو جلا کر کیا جاتا ہے۔ دونوں احتمالوں میں ارشادِ ربانی يُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ جیسے مبارک درخت سے جلایا جاتا ہے یا عادت پر محمول ہے جہاں آگ باہر سے حاصل ہو اور اس کا مادہ درخت سے ہو یا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے طریقے پر ہوگا : فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ. پس جب تم اس سے آگ جلاتے ہو (یعنی وہ لکڑی ہی جلنا شروع کردے) پس درخت روغنیت جمع کرنے والا، آگ کو قبول کرنے والا اور اس خاصیت والا ہوگا جو آگ پیدا کرنے والی ہے جیسا کہ گنے اور کپاس کے درخت میں ہوتا ہے اور دونوں تقدیروں (صورتوں) میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد یَکَادُ . وَلَوْ لَمْ (قریب ہے اگرچہ نہ) یا تو اس کی نفاست اور چمک میں مبالغہ ظاہر کرنے کے لیے ہے جیسا کہ ظاہر اور متعارف ہے یا تاکید اور اس کے بالفعل روشن ہونے کے ادّعا کے معنی میں ہے یا تو خود درخت میں ہی یا اس سے جدا ہونے کے بعد جیسا کہ سراج قطرب (بھوت کا چراغ) میں کہا جاتا

---

[55] ن " نقابۃ "

كعين الحية والسنور وذنب لحباحب وهي الدويبة المعروفة بها، وبعض هذه الوجوه وان كانت غير واقعة في الزيتونة، ولكن التقدير كاف في التمثيل وقد انبأتك انها لا تخلو عن بُعد، فهذه ستة عشر احتمالا، وهي بالنظر الى القراءتين اثنان وثلاثون، واذا اضيف اليه المعاني المحتملة في قوله لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ طال ذيل المقال جدًّا، واني قدمت منها البسطها، وعزمت الى انبه ههنا على اخصرها في وجهين.

الواحد: ان النفس في بدو بلوغها حد التمييز[56] او التكليف، او في وقوفها موقف الندم والتقصير، خالية عن انوار الاعمال الصالحة قابلة لها، حاملة اياها، فهي كالانبوبة

ہے۔ حیوانات میں چمکنے والی رطوبتوں پر قیاس کرتے ہوئے مثلاً سانپ کی آنکھ، بلّی کی آنکھ اور جگنو کی دُم اور جگنو ایک چھوٹا سا کیڑا ہے جو اسی کے ساتھ مشہور ہے اور ان میں سے بعض وجوہ اگرچہ زیتون کے درخت میں واقع نہیں ہیں لیکن مثال پیش کرنے کیلیے ان کا فرض کرلینا ہی کافی ہے اور میں تجھے اے مخاطب! آگاہ کرچکا ہوں کہ یہ توجیہات بُعد (دوری) سے خالی نہیں۔ پس یہ سولہ احتمال ہیں اور دو قراءتوں کو مدنظر رکھتے ہُوئے بتّیس ہوجاتے ہیں اور جب ان میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد لَّا شَرْقِيَّةٍ وَلَا غَرْبِيَّةٍ (نہ شرقی ہے اور نہ غربی) کے احتمالی معنوں کو ملا دیا جائے تو گفتگو بہت طویل ہوجاتی ہے اور میں نے ان میں سے جو سب سے تفصیلی صورت ہے وہ پہلے بیان کر دی ہے اور میرا ارادہ ہے کہ یہاں ان میں سے سب سے مختصر دو توجیہیں بیان کردوں۔ (اس کے تحت دو توجیہیں ہیں)

پہلی توجیہ تحقیق نفس تمیز یا مکلّف ہونے یا پشیمانی اور کوتاہی کے مقام پر واقف ہونے کی حد تک پہنچنے سے پہلے نیک اعمال کے انوار سے خالی ہوتا ہے لیکن ان کی قابلیت رکھتا ہے اور ان کو اُٹھانے والا (استعداد والا) ہوتا ہے پس وہ نالی (نلکی) کی مانند ہے اور سب سے پہلی چیز جو اس کی زمین کو آباد کرتی ہے

[56] فی ۱، ۱، ط ۱۲ "التمیز"

واوّل ما يعمر ارضها ويفتح غلقها شهادة الحق الكلمة الطيبة المذكورة في قوله تعالى وَمَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۢ بِاِذْنِ رَبِّهَا، فهي كالزيتونة المباركة، الايمان اصلها، والاركان الباقية فروعها، ثم بقية الطاعات غصونها، والآداب المشروعة فيها اوراقها، والحدود والكفارات ليفها، والاذكار ازهارها، والاحوال الطيبة ثمرها، يكاد الزيت المكنون فيها من الاخلاص والمناجاة يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ الجذب والتجلي المحرقة للستور، فاذا دووم عليه ارتفع النقاب وتحرق الحجاب، وحصلت صفة الاحسان، وملكة الياد داشت وصارت المشاهدة ديدنا، والغيب شهادة، وهذه الملكة ام التجليات ينشرح الى صنوفها[57] راس الناصب بعد لغوبها فحينئذٍ ينقلب الاحوال والاعمال تجليات قدسية،

اور اسکی بندش کو کھولتی ہے وہ حق بات کی گواہی یعنی کلمہ طیبہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں مذکور ہے "اور پاکیزہ کلمے کی مثال پاکیزہ درخت جیسی ہے جس کی جڑ ثابت ہے اور اسکی شاخ آسمان میں، وہ اپنا پھل ہر وقت دیتا ہے اپنے ربّ کی اجازت سے" پس وہ زیتونہ مبارکہ کی طرح ہے۔ ایمان اس کی جڑ ہے اور باقی ارکان اس کی شاخیں ہیں۔ پھر باقی نیکیاں (عبادتیں) اسکی ٹہنیاں ہیں اور ان میں شرعی طور طریقے اس کے پتے ہیں، حدود اور کفّارے اس کے چھال ہیں اور مختلف ذکر اس کے پھول ہیں، پاکیزہ احوال اس کا پھل ہیں قریب ہے کہ وہ زیت جو اس میں چھپا ہوا ہے یعنی اخلاص اور دُعا خود بخود روشن ہو اگرچہ جذب اور تجلّی کی آگ جو پردوں کو جلا ڈالنے والی ہے اُسے نہ چھوئے پس جب اس پر ہمیشہ قائم رہے تو نقاب اُلٹ جاتا ہے اور پردہ پھٹ جاتا ہے اور احسان کی صفت اور یاد داشت (یاد رکھنا) کا ملکہ حاصل ہوجاتا ہے اور مشاہدہ عادت بن جاتی ہے، اور غیب ظاہر ہوجاتا ہے اور یہ ملکہ یا تجلیات اپنی اصناف کی طرف کھلتی ہیں۔

[57] ن "الی صنوفہا" س "الناصب بعد لغوبہا"

وتجرّ المقامات والاخلاق الی مناصب شریفۃ فکانت[۵۸] کالمصباح لمستوقد، فلما انصبغ الباطن والظاہر بصبغۃ اللہ واستنار بنور اللہ صار کالزجاجۃ المشرقۃ، بہ تفیض[۵۹] نوراً علی اہلہ ومقتبسیہ، ثم النظر الغائص یقضی[۶۰] بان حقیقۃ الکلمۃ الطیبۃ وشجرہا[۶۱] کل منہما کالبرزخ بین عالمی الالوہیۃ والعبودیۃ، ومن ثم یقع وصلۃ وواسطۃ بین العبد وربہ، فذلک قولہ تعالیٰ لَا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ اما حقیقتہا فہی حکایۃ لجمال الاحدیۃ، وصفۃ للنفس البشریۃ

جیسے مراتب جنہیں اپنے فنون کے حساب سے شمار کیا جاتا ہے تو اس وقت احوال اور اعمال تجلیاتِ قدسیہ میں بدل جاتے ہیں اور مقامات اور اخلاق بزرگ اور شریف عہدوں کی طرف کھنچ جاتے ہیں پس یہ روشن چراغ کی مانند ہو جاتے ہیں اور جب باطن اور ظاہر اللہ کے رنگ سے رنگے جاتے ہیں اور اللہ کے نور سے روشن ہوتے ہیں تو یہ روشن شیشے کی مانند ہو جاتے ہیں جس سے نور اس باطن اور ظاہر والے شخص پر اور اس کو حاصل کرنے والے پر جاری ہو جاتا ہے پھر گہری نظر اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ کلمہ طیبہ اور اس کے درخت دونوں کی حقیقت ایسے ہے جیسے عالمِ الوہیت اور عالمِ عبودیت کے درمیان برزخ، اور اسی وجہ سے یہ بندے اور اس کے رب کے درمیان وصل کا ذریعہ اور واسطہ واقع ہو جاتا ہے پس یہی مفہوم ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا "نہ شرقی ہے اور نہ غربی"۔ یا تو اس کی حقیقت مراد ہے تو یہ احدیت کے جمال کا بیان ہوگا اور نفس بشریت کے لیے صفت اور رہا اس کا

---

۵۸ ن "وکانت"

۵۹ ن "تبقی"

۶۰ فی ا،ط "یقفی"

۶۱ فی ا،ط "شجہا"

واما شجرہا[۶۲] وہو کلام اللہ فہو لباس نورانی من جناب قائلہ جار علی لسان العبد لاظہار الحقیقۃ حالہ۔

والثانی ان السالکین الی کعبۃ الحقیقۃ من الفجاج المختلفۃ العقلیۃ والنقلیۃ والکشفیۃ، مع تباین مرامی الحاظہم، وتفنن معانی الفاظہم، طبقوا علی ان نور الوجود واقع فی الواقع علی مراتب متفاوتۃ مترتبۃ فی الغنی والفقر، والشرف والخسۃ۔

اول الموجودات واشرفہا واصلہا وسنخہا الذات الالہیۃ المتعالیۃ عن الامکنۃ والاحیان والمشارق والمغارب، والجہات والاشارات، الجامعۃ بین الظہور والبطون والاولیۃ والآخریۃ، وسائر الاوصاف الکمالیۃ المتقابلۃ، فہی الشجرۃ المبارکۃ الزیتونۃ المضیئۃ لدار الوجود، فکل ما فی الکون فہو من شعبہ وفروعہ واقع فی ظل تربیتہ واشعۃ نورہ۔

درخت تو وہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جس نے اپنے قائل کی طرف سے نورانی لباس پہنا ہے اور جو بندے کی زبان پر جاری ہے حقیقت حال کو ظاہر کرنے کے لیے۔

دوسری توجیہ (اس توجیہ کے تحت پانچ ذیلی توجیہات ہیں۔) حقیقت کے کعبہ کی طرف مختلف عقلی، نقلی اور کشفی راستوں سے چلنے والے باوجود یکہ ان کے لحاظ کے مقاصد جُدا جُدا ہیں اور ان کے الفاظ کے معانی مختلف ذوق کے ہیں اس بات پر متفق ہیں کہ وجود کا نور مالداری و تنگدستی اور شرافت و رذالت کے لحاظ سے مرتب مختلف مراتب پر فی الواقع موجود ہے موجودات میں سب سے اوّل، اشرف، اصل اور جڑ ذات الٰہی ہے جو مکانوں، حیزوں، مشرقوں، مغربوں، جہتوں اور اشاروں سے بلند ہے ظاہروں، باطنوں، اوّلیت و آخریت اور تمام تقابلی صفاتِ کمالیہ کی جامع ہے اور یہی مبارک درخت ہے جو دارِ وجود کو روشن کرنے والا ہے، جو کچھ اس عالم کائنات میں ہے وہ اس کا حصّہ (جزو) ہے اور اسکی شاخیں اس کی تربیت کے سائے اور اس کے نور کی شعاعوں میں واقع ہے۔

---

۶۲ فی ا،ط "شجہا"

وثانیہا کمالہ الحقیقی، ونورہ الذّاتی اللازم لذاتہ المتحد معہ، والمندرج فیہ، غیر منفصل عنہ قطعاً، والموجب لظہور آثار فیضہ فیما لا یزال، والمبدء السابق للمعانی[63] انوار الفضل من افق ازل الازال فہو کالزیت فی الزیتونۃ ویعبر عنہ، بالصفات الذاتیۃ، والتعلقات الازلیۃ، وعالم الفردانیۃ والتقدیر، والموسوم بالعنایۃ الازلیۃ والفیض الاقدس، وکمال الجلاء والوجود العقلی وہو المنظور فی کان اللہ ولم یکن معہ شیء، وقولہ کنت کنزاً مخفیاً۔

وثالثہا کالمشتعل[64] وہو مبدء القیم لسلسلۃ الایجاد یختص بالتعلق بالعالم والمصدریۃ للآثار والمباشرۃ للفیض المذکور فی قولہ تعالیٰ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ

اور دوسرا۔ اس کا کمال حقیقی اور نور ذاتی ہے جو اس کی ذات کے ساتھ لازم اور اس کے ساتھ متحد ہے اور اس میں درج ہے اس سے کبھی الگ نہیں ہوتا اور غیر زوال پذیر میں اس کے فیض کے آثار کے ظہور کا سبب ہے اور ازل الازال کے اُفق سے فضل کے انوار کے معانی کے لیے سب سے پہلا مبداء ہے پس وہ زیتونہ میں زیت کی مانند ہے اور اسکو صفات ذاتیہ، تعلقاتِ ازلیہ، عالم فردانیت اور تقدیر کے ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے اور اس کا نام عنایت ازلی فیض اقدس، کمال تجلّی اور وجود عقلی ہے اور یہی مفہوم ہے آنحضرت صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے اس ارشاد کا کہ "اللہ تھا اور اس کے ساتھ کچھ نہ تھا" اور حدیثِ قدسی میں اللہ کے فرمان کا کہ "میں ایک چھپا ہوا خزانہ تھا"۔

اور تیسرا۔ جیسے شعلہ حاصل کرنے والا۔ اور وہ مبدأ ہے ایجاد کے سلسلے کو قائم کرنے والا جس کا تعلق اس جہان کے ساتھ خاص ہے اور مختلف آثار کے صادر ہونے کی جگہ اور اس فیض کو جاری کرنے والا جو اللہ تعالیٰ کے اس قول میں مذکور ہے "اس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا پھر عرش پر مستوی ہوا"۔ اور یہ ان ناموں سے معروف

[63] فی ا، ط "انوار العقل"
[64] فی ا، ط "کالمصباح المشتعل"

ایّام ثمّ استویٰ علی العرش ویعرف بعالم القضاء والتسخیر[65]، والصفات الفعلیۃ والتعلقات الحادثۃ ومرتبۃ التخلیق والفیض المقدس، وکمال الاستجلاء، والنفس الرحمانی وعند الفلاسفۃ بالعقول المجردۃ النوریۃ الفعالۃ۔

ورابعہا کالزجاجۃ المتلالئۃ یختص بکونہ ذات جہتین بقبولہا للفیض اسبق واوفر، ومباشرتہا التدبیر ما بعدہا اظہر واکثر، فہی کالخدام لہا العالیۃ وسائط الجود ومدبرات الامور وہم الملائکۃ والنفوس الفلکیۃ وارباب الانواع، والارواح المجردۃ العلویۃ، والملاء الاعلیٰ بحسب الاصطلاحات المتفرقۃ۔

وخامسہا کالمشکوۃ طبقۃ مستفیدۃ منہا متلمذۃ لہا متکففۃ[66] الیہا کالموضوع

ہے عالم قضا و تسخیر، صفات فعلیہ، تعلقات حادثہ، مرتبہ تخلیق، فیض مقدس، کمال استجلاء اور نفس رحمانی۔ اور فلاسفہ کے ہاں عقول مجردہ نوریہ فعالیہ کے نام سے معروف ہے۔

اور چوتھا۔ جیسے چمکدار شیشہ جو دو جہتوں والا ہونے کے ساتھ خاص ہے اس کا فیض کو قبول کرنا سب سے پہلے اور سب سے زیادہ ہے اور مابعد کی تدبیر کرنا زیادہ ظاہر اور کثیر ہے پس ان خُدّام (نوکروں) کی طرح ہے جو فرمانبردار اور سخاوت کے واسطے اور ذریعے ہیں اور معاملے کے منتظم ہیں اور وہی فرشتے، نفوس فلکی، ارباب الانواع، ارواحِ مجردہ علویہ اور ملاء اعلیٰ ہیں مختلف اصطلاحات کے اعتبار سے ہیں۔

اور پانچواں مشکوٰۃ کی مانند ایک طبقہ ہے جو اس سے استفادہ کرتا ہے، اسکی شاگردی اختیار کرتا ہے اور اسکی طرف ہاتھ پھیلاتا ہے جیسے موضوع اس کی صنعتوں کے لیے، اور تختی اس کے کنایوں کے لیے اور یہی آسمانوں اور زمین

[65] فی ا، ط "التسخیر"
[66] فی ا، ط "الطائعۃ"
[67] فی ا، ط "المتکففۃ"

لعن عاتها واللوح بكنايا[٥٨]ته وهي. لهيا كل جزئية من السموت والارض وما في تقلباتها و تصاريفها من المواليد والنفوس البشرية والجنية وغيرها. يجتمع فيها انوار فيضه وآثار جوده سبحانه وتعالى، وانت بعد هذا التعليق[٥٩] كانك قوي على تخصيص السلسلة بكل مذهب، وتشريح المناسبات لكل مطلب، والتفنن في تطبيق بتبديل قرينة بنظيرها كما لا يخفى على من احاط بجوانب المرام، واتقن مقالات الفئام، وبعد ذلك طويت عن بقية الاحتمالات بساط الكلام حيث لم يساعد الحال والمقام، والمتوكل على توفيق العلام المنعام.

(ب) وثانيها قوله فِي بُيُوتٍ اَذِنَ اللّٰهُ بعد آية النور، الظاهر انه ما

کے جُزی ڈھانچے ہیں اور انکی تبدیلیوں اور گردشوں میں پیدا ہونے والی اشیاء اور انسان اور جن وغیرھا کے۔ ان میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی سخاوت کے آثار اور اس کے فیض کے انوار جمع ہوتے ہیں اور اس تعلیق کے بعد تو گویا ہر مذہب کے لیے اس سلسلہ کا خلاصہ نکالنے، اور ہر مطلب کے لیے مناسب تشریح کرنے پر قادر ہے اور اسکی مثال کے ساتھ تطبیق میں قرینے کی تبدیلی کے ساتھ مختلف طریقے اختیار کرنے پر (بھی قادر ہے) جیسا کہ اس شخص پر پوشیدہ نہیں جس نے مقصد کے تمام اطراف کا احاطہ کیا اور مختلف جماعتوں کے مقالے یاد کیے اور اس کے بعد میں باقی احتمالات سے اپنے کلام کی بساط لپیٹ لیتا ہوں کیونکہ حال اور مقام مناسب اسکی تائید نہیں کرتا اور سب سے زیادہ جاننے والے انعام کرنے والے اللہ کی توفیق پر بھروسہ کرتا ہوں۔

(ب) اور ان میں سے دوسری بات:

آیت النور کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشاد فِي بُيُوتٍ اَذِنَ اللّٰهُ (گھروں میں اللہ

---

[٥٨] فی ا، ط "لكن بينه والصواب لكتابا نها"

[٥٩] فی ا، ط "هذا التنفيق"

[٦٠] فی ا، ط "والتفنن"

[٦١] فی ا، ط "فی التطبیق"

انضمر عامله على شريطة التفسير بقوله يُسَبِّحُ او هو متعلق به. وقوله فيها: تاكيد ويحتمل تعلقه بالمشكوٰة بالاستقرار، وتطبيقه، بعد ما مهدت من الوجوه، ايضاً يسير يعرف بادنى تامل، واما التعلق لقوله يَهْدِي اللّٰهُ ولقوله عليم، فهو وان كان قريبا من حيث اللفظ، بعيد من حيث المعنى، ومناسبته، بما سبق من حيث انه سبب لحصول النور النفسي، وانكشاف النور الآفاقي. واما التشبيه السراب والظلمات لاعمال الكافرين فقد ذكر المفسرون انه للتوزيع، اما باعتبار انها ظلمات في الدنيا سراب في الآخرة واما باعتبار انها كالسراب ان كانت حسنة وكالظلمات ان كانت قبيحة ثم على التقدير ان

نے اجازت دی) ظاہر یہ ہے کہ یہ عبارت ما اضمر عامله على شريطة التفسير (جس کا عامل تفسیر کی شرط پر محذوف کر دیا گیا) کے قبیل سے ہے اللہ کے ارشاد يُسَبِّحُ کی بنا پر یا یہ عبارت اس (يُسَبِّحُ) کے ساتھ متعلق ہے اور اس کا قول فِيهَا تاکید ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس کا تعلق مشکوٰۃ کے ساتھ ہو استقرار میں اور اسکی تطبیق بھی میری تمہیدی وجوہ کے بعد آسان ہے اور معمولی غور و فکر سے معلوم ہو جاتی ہے اور اس کا تعلق اس کے قول يَهْدِي اللّٰهُ کے ساتھ اور اس کے قول عَلِيمٌ کے ساتھ تو وہ اگرچہ لفظ کے اعتبار سے قریب ہے مگر معنی کے اعتبار سے دُور ہے اور گزری عبارت کے ساتھ اسکی مناسبت اس حیثیت سے ہے کہ یہ ذاتی (نفسی) نور کے حصول اور آفاقی نور کے انکشاف کا ذریعہ ہے، اور رہا کافروں کے اعمال کو سراب اور اندھیروں کے ساتھ تشبیہ دینا تو مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ یہ تقسیم کے لیے ہے۔ یا تو اس اعتبار سے کہ وہ دُنیا میں اندھیرے ہیں اور آخرت میں سراب ہیں۔ اور یا اس اعتبار سے کہ وہ اعمال اگر اچھے ہیں تو سراب کی مانند ہیں اور اگر بُرے ہیں تو اندھیروں کی طرح ہیں۔ پھر اس فرض و تقدیر پر کہ یہ

---

[٦٢] فی ا، ط "مقامات"

يكون من قبيل تشبيه المفردات بالمفردات ذكرت وجوها اعرضها عليك :

فمنها للامام حجة الاسلام الدنيا بحر الخطايا والمهلكات، والقوة الشهوية موج منه، والغضبية موج ثان تكون في الاغلب مستولية على الشهوية، والاعتقادات الباطلة والظنون الخبيثة سحاب متراكم يحجب الكافر عن معرفة اظهر الامور الحاضرة بين يديه من ادلة الالهيات والنبوات، والاعتبار بزوال الدنيا۔

ومنها للشيخ عبد الرزاق الكاشي في تاويلاته الهيولى بحر مظلم غشيه موجا الطبيعة الجسمانية والنفس النباتية فوقه سحاب النفس الحيوانية۔

مفرد کی مفرد کے ساتھ تشبیہ کے قبیل سے ہوئیں نے کئی وجوہ ذکر کی ہیں، انھیں تیرے سامنے پیش کرتا ہوں:

(تشبیہات کی وضاحت کے لیے چھ توضیحات بیان کی گئی ہیں)

پس ان وجوہ میں سے، امام حجۃ الاسلام کی بیان کردہ ہے کہ یہ دُنیا ہلاکتوں اور خطاؤں کا سمندر ہے اور قوۃ شہوت اس کی ایک موج ہے اور غصے کی قوت دوسری موج ہے جو اکثر قوۃ شہویہ پر غالب رہتی ہے اور باطل عقیدے اور بُرے خیالات وگمان تہ بہ تہ بادل ہیں جو کافر کو ان ظاہر ترین اُمور کی معرفت سے رُک رکھتے ہیں جو اس کے سامنے موجود اور حاضر ہیں یعنی الٰہیات اور نبوتوں کے دلائل اور دُنیا کے زوال سے عبرت حاصل کرنا۔

اور ان میں سے شیخ عبد الرزاق کاشی کی ان کی تاویلات میں توجیہ ہے کہ ہیولیٰ ایک تاریک سمندر ہے جسے طبیعت جسمانی اور نفس نباتی کی موجوں نے ڈھانپ رکھا ہے ان کے اوپر نفس حیوانی کا بادل ہے۔

لکه ف ۱/ط " الخطايا"

لكه ن " النباتية"

ومنها للمولى نظام الدين النيسابوري رحمه الله، بحر حب الدنيا يغشاه موج الرياء فوقه موج طلب الجاه، من فوقه سحاب الشرك الخفي۔

ومنها لبعض المعاصرين الظلمة الطبيعية النفس الامارة وعناصر الخلق كالبحر، وظلمة الكفر موج اول، وظلمة المعاصي موج ثان وهما متولدان من تولد الموج من البحر، وظلمة افكار السوء المضلين سحاب عليها۔

ومنها على تقرير الحجة البالغة، والبدور البازغة، الحجب المانعة من ظهور نور الفطرة، واقتباس فيض النبوة، ثلاثة حجاب الطبع، والرسم، وسوء المعرفة، والرابع من نفوس خبيثة شيطانية لمة شر بابن آدم، تزين لهم سوء اعمالهم وتسول منهم طريق الغي۔

اور ان میں سے مولی نظام الدین نیسابوریؒ کی توجیہ ہے دُنیا کی محبت سمندر ہے جس کو ریا (دکھلاوے) کی موج نے ڈھانپ رکھا ہے اس کے اُوپر مرتبے کی طلب کی موج ہے اس سے اوپر شرکِ خفی کا بادل ہے۔

اور ان میں ایک توجیہ بعض ہم عصروں کی ہے کہ مخلوق کے عناصر اور نفسِ امّارہ کیلیے طبعی تاریکی سمندر کی مانند ہے اور کفر کی تاریکی پہلی موج ہے اور گناہوں کی تاریکی دوسری موج ہے اور یہ دونوں سمندر سے موج کے پیدا ہونے سے پیدا ہوتی ہیں گمراہ اور بُرے ساتھیوں کی تاریکی اس پر بادل ہے۔

اور ان میں سے حجۃ اللہ البالغہ اور بدور البازغہ کی تقریر پر توجیہ ہے کہ وہ پردے جو فطرت کے نور کے ظہور اور نبوّت کے فیض کے حاصل کرنے سے مانع ہیں۔ تین پردے ہیں۔ طبیعت، رسم اور بُری معرفت اور چوتھی چیز شیطان فطرت خبیث لوگ جو انسان کے لیے ایک بُرائی کی چھیڑ چھاڑ رکھتے ہیں۔ انسانوں کے لیے بُرے اعمال کو خوبصورت کرتے ہیں اور ان کے لیے گمراہی کا راستہ برابر کرتے ہیں۔

شكه ف ۱/ط " لهم"

ومنها ظلمة بحر الكفر الجامع لجميع الشنائع والقبائح، اموجه، المفوة من حقوق الله سبحانه جرءة عليه وتمردا.

الاوّل: ترك الاوامر.

والثّاني: اقتراف المناهي، والسحاب الغاشي له مظالم العباد، فان الظلم ظلمات يوم القيامة.

وعن ابي بن كعب للكافر ظلمة قوله وعمله ومدخله ومخرجه ومصيره، وعلى هذا النهج ينبغي ان يقاس غير ذلك وها انا، ساعدك تفحّص[56] ممعن، ثم القي الزمام في يديك تسير به الى حيث شئت وتؤثر منها ما اثرت.

فاقول: اصول ظلمات النفوس خمسة، ظلمة المادة القابلة لها، والظلمة العارضة

اوران میں سے یہ توجیہ ہے کہ سمندر کی تاریکی وہ کفر ہے جو تمام برائیوں اور قباحتوں کو جامع ہے اور اس کی موجیں وہ ہیں جو اللہ سبحانہ کے حقوق کو دیدہ دلیری اور سرکشی سے ضائع کرتے ہیں۔

(اللہ سبحانہ کے حقوق کے تلف کے دو امر ہیں)

پہلا۔ اوامر (حکموں) کا ترک کرنا۔

دوسرا۔ ممنوع کاموں کا ارتکاب کرنا، اور اس کو ڈھانپنے والا بادل بندوں کے مظالم ہیں کیونکہ ظلم قیامت کے دن کئی اندھیروں کی صورت میں ہوگا۔

اور حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ کافر کے لیے اس کے قول، عمل، داخل ہونے، باہر نکلنے اور ٹھکانے کی تاریکی اور اندھیرا ہوگا اور اسی طریقہ پر دوسری چیزوں کو قیاس کیا جائے اور سنو میں گہری تحقیق و تفتیش میں تیری مدد کروں گا پھر لگام تیرے ہاتھ میں ڈال دوں گا۔ اس کے ساتھ تو جہاں چاہے چلے اور جسے تو ترجیح دینا چاہے دے۔

پس میں کہتا ہوں نفوس کے اندھیروں کے اصول پانچ ہیں۔ اس مادہ

---

[56] في ا، ط "كذا والصواب عندي تفحص"

عليها، والظلمة المجاورة المشهودة[57] بها، والظلمة المجاورة الغائبة عنها، والظلمة الغاشية المظللة عليها، ولكل منها طبقات وعرض عريض.

اما ظلمة المادة القابلة فطبقاتها ظلمة البدن الساتر لوجه الروح الحاصل في غسق[58] الهيولى، والعناصر المظلمة الجامدة المتجاذبة، ثم ظلمة الاغذية الخبيثة المحرقة[59] المانعة من القيام في حضرة القرب والانس، والمولدة للاخلاق الردية، ثم ظلمة الفضلات والرطوبات المنتنة المانعة من الطهارة، ثم ظلمة الاخلاط النيئة، والمحرقة البعيدة عن الاعتدال، المولدة للامراض الشاغلة[60] من المرة المطيشة[61] والسوداء الموحشة، والبلغم المبلد، والدم الغليظ،

(میٹریل) کا اندھیرا جو اس کو قبول کرنے والا ہے اور وہ اندھیرا جو اس پر طاری ہونے والا ہے اور وہ اندھیرا جو اس سے ملا ہوا ہے اور اس کے ساتھ ظاہر ہے اور وہ اندھیرا جو اس کے ساتھ ملا ہوا ہے لیکن اس سے چھپا ہوا ہے اور وہ اندھیرا جس نے اس کو سائے کی مانند ڈھانپ رکھا ہے اور ہر ایک کے لیے کئی طبقے اور لمبی چوڑی بحث ہے۔

بہر حال قبول کرنے والے مادہ کی تاریکی تو اس کے طبقات یہ ہیں بدن کی تاریکی جو روح کے چہرے کو چھپائے ہے اور اسے ہیولی اور عناصر کے اندھیرے میں رکھے ہوئے ہے اور تاریک، جامد اور جذب کرنے والی ہے۔ پھر خبیث (ناپاک) غذاؤں کی تاریکی ہے جو جلانے والی اور قرب وانس کی بارگاہ میں قیام سے مانع اور ردّی اخلاق پیدا کرنے والی ہے۔ پھر فضلات اور بدبودار رطوبات کی تاریکی ہے جو پاکیزگی سے مانع ہے پھر کچّی اور جلی ہوئی خلطوں کی تاریکی ہے جو اعتدال سے دور ہے اور دائمی

---

[57] في ا، ط "لها"

[58] في ا، ط "كذا والصواب ماهنا"

[59] في ا، ط "المحرمة"

[60] ن "المشاغلة"

[61] ن "المطيشة"

ثم ظلمة الدخانات والبخارات المظلمة، مشوشة للروح وافعالها. فهذه الظلمات وان كانت مطردة فى عامة البشر ولكن النجاة منها واقعة. اما بطبع فالانبياء الذين نفوسهم قوية صافية نيرة غير محصورة تحت اسر البدن، فمن ثمه تسع الاطراف متجاذبة، وتحاذى المبادى الفياضة بمرآتها[82] من غير حجاب، فتتلقى[83] علومًا من غير واسطة، وتفعل فى هيولى غير ابدانها كما تفعل فى ابدانها. واما بكسب كمرتاضين الكاسرين لسورتها، المعودين[84] النفس فى الجلباب حياتها، حالة الانفكاك عنها حتى يكتسى العناصر كسوة مثال، وتصدر منها

بیماریوں کو پیدا کرنے والی ہے جیسے جوشش دینے والا صفرا، دہشت ناک سودا، پرانا اور گندا بلغم اور گاڑھا خون، پھر دھوئیں اور ایسے بخارات (بھاپوں) کی تاریکی جو سخت تاریک اور روحوں اور ان کے افعال کو پریشان کرنے والے ہیں پس یہ اندھیرے گرچہ عام انسانوں میں مجموعی طور پر پائے جاتے ہیں تاہم ان سے نجات کا وقوع ہے یا تو طبیعت کے سبب سے چنانچہ انبیاء علیہم السلام کے لیے جن کے نفوس قوی، صاف روشن ہوتے ہیں اور بدن کی قید میں بند نہیں ہوتے اسی وجہ سے وہ مختلف تجاذب والی اطراف کی گنجائش رکھتے ہیں اور وہ اپنے آئینہ کے ساتھ بغیر کسی رکاوٹ اور پردے کے فیض پہنچانے والے مبادی کے مقابل ہوتے ہیں اور بغیر واسطہ کے علوم حاصل کرتے ہیں اور دوسرے بدنوں کے ہیولیٰ میں ایسے ہی اثر کرتے ہیں جیسے اپنے ابدان میں۔ اور یا کسب (محنت) سے حاصل ہوتی ہے جیسے ریاضت کرنے والے اپنے بدن کی تیزی و غلبے کو توڑنے والے اور نفس کو اپنی زندگی کے لباس (اوڑھنی) میں لوٹانے والے (پناہ دینے والے) جب ان سے جدا ہو یہاں تک کہ عناصر مثال کے لباس

---

[82] ن "بمرئیها"
[83] ن "فیتقی"
[84] ن "المودین"

آثارًا خارقة، من عدم مزاحمة الابعاد والاجسام والحركات الغير المعتادة والكف عن الميل الطبعى وغيرها، والقدرة على الاطلاع عن خواصها ومقتضياتها اطلاعًا معتدًا به. واما بالتقليد، فلاهل القلب السليم مجبولين على الايمان بالغيب كحال الاكمه[85] يصدق لاهل الابصار، حتى اذا فارقوا ابدانهم التقوا بهم، ووجدوا ما وعدهم ربهم حقًا.

واما الظلمة العارضة لها فهى القوى وآثارها، اما القوى فطبقاتها القوى الطبيعية الطالبة بجوع والعطش والنوم والشبق، ودفع الحر والقر، ورذيلتها الكسل عن الطاعات، والجزع عند تحمل مشاقها، وترك الوفا بها، ثم القوى الحيوانية من الشهوة والغضب، ورذيلتها[86] الانهماك

پہن لیتے ہیں اور ان سے خلاف عادت نشانات صادر ہوتے ہیں۔ ابعاد اور اجسام کی مزاحمت کے نہ ہونے سے اور غیر عادی حرکات سے اور طبعی میلان سے رک جانے وغیرہا سے اور یہ قادر ہوتے ہیں۔ ان کے خواص اور مقتضیات کو کافی حد تک اکھاڑ پھینکنے پر۔ اور یا تقلید سے جیسے قلب سلیم رکھنے والے جن کی فطرت اور جبلت میں ایمان بالغیب ڈال دیا گیا ہے جیسے اندھے شخص کی طرح جو آنکھوں والے لوگوں کی تصدیق کرتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اپنے جسموں سے جدا ہوتے ہیں تو ان کے ساتھ مل جاتے ہیں اور جو ان کے رب نے ان سے وعدہ کیا ہے اسے ثابت اور برحق پاتے ہیں۔

بہر حال وہ تاریکی جو اس کو عارض ہوتی ہے تو وہ قویٰ اور ان کے آثار ہیں۔ قویٰ کے کئی طبقات ہیں طبعی قویٰ جو بھوک، پیاس، نیند، غلبہ شہوت، گرمی اور سردی سے دفاع کے طالب ہیں اور ان میں سے رذیل اور گھٹیا قویٰ جو عبادات سے سستی اور مشقتوں کے برداشت کرنے سے اور اپنی پسندیدہ چیزوں کے چھوٹ جانے پر بے صبری کا اظہار کرتے ہیں پھر حیوانی قویٰ ہیں جیسے شہوت اور غصہ ان کی رذیل باتیں لذتوں کے پورا

---

[85] ن "الاكمہ"
[86] ن "رذیلتها"

فی الحسی ای سیئما الملذات، وحب الترفع والجاہ والمال، فی فنون التمتع. وہذہ القوی النفسانیۃ من الوہم والخیال، رزیلتہا الاعتقادات الباطلۃ والشکوک واستحسان المنکرات وقیاس الغائب علی الشاہد، واحداث الاحوال المولمۃ من خوف الردی والغرور بالمزخرفات والیأس، وطول الامل، واستحقار الامور المہمۃ فی المآل وغیر ذلک، وما آثارہا فطبقات البعضٰ خبیثہا الاعتقادات الخبیثۃ، ثم الاخلاق الرذیلۃ، ثم العادات الفاضحۃ، ثم الاعمال القبیحۃ، ثم الدواعی الدنیۃ، والنیات الفاسدۃ، ثم الہواجس والخطرات الواہیۃ، فہی تورث علی القلب رینًا وسوادًا وظلمۃ کما ورد فی الکتاب والسنۃ۔

کرنے کی کوشش میں ہمہ تن مشغول ہوجانا، رفعت، مرتبے اور مال کی محبت، ایسے طریقوں پر جو گنے نہیں جاسکتے۔ پھر نفسانی قوی وہم اور خیال میں ان کی رذیل باتیں یہ ہیں: جھوٹے عقیدے، شکوک، بُری چیزوں اور کاموں کو اچھا سمجھنا، غائب کو حاضر پر قیاس کرنا، ہلاکت کے ڈر سے دردناک حالات پیدا کرنا اور ملمع کی ہوئی چیزوں پر دھوکہ میں مبتلا ہونا، ناامیدی، لمبی امیدیں باندھنا اور جو امور انجام کے لحاظ سے اہم ہیں ان کو حقیر جاننا وغیرہ۔

اور ان کے آثار تو ان کے بھی کئی طبقات ہیں۔ ان میں سے سب سے ناپاک طبقہ خبیث (ناپاک اور گندے) عقیدے، گھٹیا اخلاق، ذلیل عادتیں، بُرے اعمال، کمینہ فکریں اور خراب ارادے، پھر بے ہودہ خیالات اور سوچیں۔ یہ چیزیں دل پر زنگ، سیاہی اور تاریکی پیدا کرتی ہیں جیسا کہ کتاب و سنت میں اس بارہ میں وارد ہوا ہے۔

---

۴۶ فی ا، ط "فی المسلمی"

۴۷ ن "رزیتہا"

۴۸ فی ا، ط "سوداً"

۴۹ فی ا، ط "استحقار"

وأما ظلمۃ لبدرہ متصودۃ، فجود القوی الجاذبۃ، وانہا متیرۃ الصعب، مخلدۃ بہا الی الارض من مستلذات مطاعم، والملابس، والمناکح، والمراکب، والاموال والاقرب، والاصدقاء، والاعداء، والآباء المتقدمین، والاولاد والمحبوبین المأمولین، فظلمۃ ہؤلاء انما تنشأ من اولئک القوی، وعند صلاح الباطن یصیر جمیع معارج الحسنات، کما جاء: نعم المال الصالح للرجل الصالح، او کذلک، فقد ورد فی جمیعہا من المرأۃ الصالحۃ، والولد الصالح، وصحبۃ الصالحین، ومربط الفرس وغیر ذلک، مالبسط یفضی الی تطویل طویل، واما ظلمۃ المجاورۃ الغائبۃ، فالشیاطین المقیضون ولہم طبقات، منہم الساعی فی فک الانتظامات، وفساد الارتفاقات، ومنہم النفوس الدجالیۃ، الساعیۃ فی ابطال الملل

اور نفوس کے ساتھ ملی ہوئی تاریکی جو ظاہر ہے تو وہ ان قوی کے لشکر ہیں جو اس کی نگاہوں کو کھینچنے والے اور اس کی گرد و غبار اڑاتے والے، اسے ہمیشہ زمین کی طرف (لپیٹ) رکھنے والے یعنی لذیذ کھانوں، لباسوں، نکاحوں (بیویوں)، سواریوں، مالوں، رشتہ داروں، دوستوں، دشمنوں اور ان آباء و اجداد سے جن کے یہ پیروکار ہیں اور اس اولاد سے جو ان کو پیاری ہے اور ان سے امیدیں وابستہ ہیں انکی تاریکی ان قوی سے پیدا ہوتی ہے لیکن باطن کے درست ہوجانے سے یہ سب چیزیں نیکیوں کی سیڑھیاں (کے درجات) بن جاتی ہیں۔ جیسا کہ (حدیث میں) آیا ہے۔ اچھا مال نیک آدمی کے لیے کیا خوب ہے، یا اسی طرح کے اور ارشادات نبویہ، اور نیک عورت، نیک اولاد، نیک لوگوں کی مجلس اور فی سبیل اللہ جہاد کے لیے گھوڑوں کے اصطبل وغیرہ ان سب چیزوں کے بارہ میں (حدیث میں) آیا ہے جن کی تفصیل بہت زیادہ لمبی چوڑی ہے۔

اور وہ ساتھ ملی ہوئی تاریکی جو غائب ہے تو وہ شیطان ہیں جو انسانوں پر مقرر کیے ہوئے ہیں اور ان کے کئی طبقات ہیں بعض ان میں سے نظم و نسق کو توڑنے اور رتفاقات

---

۵۰ فی ا، ط "محبۃ"

۵۱ ن "مرابطۃ"

وعقائد الحقة، ومنهم النفوس الفرعونية الطالبة للتالّه والاستعباد، فتاوون الناس بالاعمال الغريبة والاخبار الآتية، والترهيب بالقتل، والفتك وغير ذلك، ومنهم جزئية مُغرَون على عمل عمل، او قوة قوة، او شخص شخص، ومنهم كلية محرّشون على قوم او اقليم، او ملة. واصلهم ورئيسهم ابليس، وعنصره الحقيقة المنعقدة فی امثال، من تمثّل لشرور منابك تجسّيه[٩٢] كسوة سبوغ، وقوة تلقی علومًا تخالف العلوم الانسانية، وافسادهم من قبيل التسويل، والتزيين من تسخر وتصرف فی القوی وتحسين، وتموير لجنودها كما قال من جلّ شانه وعزّ برهانه: وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ، وحكی انه قال وَمَا كَانَ لِیَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ

کو خراب کرنے میں کوشاں رہتے ہیں اور ان میں سے بعض وہ دجّال صفت لوگ ہیں جو صحیح مذاہب اور سچے عقیدوں کو جھوٹا قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں بعض فرعون صفت نفوس ہیں جو لوگوں کو اپنا غلام اور عبادت کرنے والا بنانے کی طلب کرتے ہیں انوکھے کاموں، آئندہ کی خبروں، قتل اور مار ڈالنے کی دھمکی وغیرہ چیزوں سے لوگوں کو فتنوں میں ڈالتے ہیں۔ کچھ ان میں سے اکیلے اور جزوی طور پر اُبھارنے کا کام کرتے ہیں ایک ایک عمل یا ایک ایک قوۃ یا ایک ایک شخص پر (یعنی الگ الگ) اور کچھ ان میں سے مجموعی اور کلّی طور پر کسی قوم، ملک یا ملّت کو برباد (زخمی) کرتے ہیں۔ ان کا اصل اور سردار ابلیس ہے جس کا عنصر وہ حقیقت ہے جو عالم مثال میں منعقد ہے برائیوں، ور شرارتوں کے تمثل (ارتکاب) سے وہاں پر اس کو مکمل لباس نے اور ایسی قوت نے جس نے ایسے علوم حاصل کیے ہیں جو علومِ انسانیہ کے خلاف ہیں ڈھانپ رکھا ہے اور تباہی بربادی دخرابی پھیلانا اس قبیل سے ہے قویٰ میں تصرف کرکے اور انھیں مسخّر کرکے برائی کو خوب صورت اور اچھا کرکے دکھانا اور اپنے لشکروں کو شاباش دینا اور انھیں چمکانا، جیسا کہ اس ذات نے فرمایا ہے جس کی شان بزرگ ہے اور جس کی دلیل غالب ہے۔

"اور نہیں تھا اس (شیطان) کے لیے ان پر کوئی غلبہ۔" اور اس شیطان

---

[٩٢] فی ا، ط "المکتسبة"

اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِیْ، فهی معتمدة علی السابقتين[٩٣] اتينة منهما، غاشية لها متصلة بهما:

واما الظلمة المظلة عليها فشيون من التجليات وفنون[٩٤] من المعاملات الالهية كالصورة القهرية المشار اليها فی قوله لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وكالاحتجاب المذكور فی قوله تعالی كَلَّآ اِنَّهُمْ عَنْ رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوْبُوْنَ، وكالمكر والخداع الواقع فی قوله وَهُوَ خَادِعُهُمْ وقوله وهو

کے قول کو نقل کرتے ہوئے کہا گیا ہے:

"اور نہیں تھا میرے لیے تم پر کوئی غلبہ، مگر یہ کہ میں نے تمھیں دعوت دی پس تم نے میری بات قبول کرلی۔"

یہ قوتیں پہلے دونوں طبقوں پر اعتماد کرتے ہیں ان سے پیدا ہوتے ہیں انکو ڈھانپ لیتے ہیں اور ان کے ساتھ جُڑے ہُوئے ہوتے ہیں۔

اور وہ تاریکی جو ان پر سایہ کیے ہوئے ہے وہ تجلیات کے شیون اور معاملاتِ الٰہیہ کے فنون ہیں جیسے قہری صورت جس کی طرف اس ارشادِ باری میں اشارہ کیا گیا ہے:

"اللہ ان سے کلام نہیں کرے گا اور نہ ان کی طرف دیکھے گا، اور نہ انھیں پاک کرے گا۔"

جیسے پردہ میں ہونا جو اس فرمانِ الٰہی میں مذکور ہے:

"ہرگز نہیں بیشک وہ اپنے رب سے اس دن روکے ہوئے (پردے میں) ہونگے۔"

تدبیر کرنا اور خدع کرنا جو اس قول میں واقع ہے:

"اور وہ ان سے خدع کرنے والا ہے۔" اور اللہ تعالیٰ کا فرمان:

---

[٩٣] فی ا، ط "السابقتين"

[٩٤] فی ا، ط "صنوف"

حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ، وَاُمْلِي لَهُمْ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ . وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ . وكالاستغناء فى قوله تعالى وَتَوَلَّوْا وَاسْتَغْنَى اللّٰهُ . والاضلال فى قوله وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ . والعداوة فى قوله تعالے اِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ . والانتقام فى قوله تعالى فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ الى غير ذلك ، وورائها مراتب القدر

"اور وہ سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے"

ڈھیل دینا اور مہلت دینا ۔ اللہ کا فرمان :

"ہم ان کو بتدریج لیے جا رہے ہیں اس طور پر کہ ان کو خبر بھی نہیں"

"اور میں انکو مہلت دیتا ہوں بیشک میری تدبیر مضبوط ہے"

"اور ان کو چھوڑتا ہے ان کی سرکشی میں وہ حیران ہیں"

استغناء ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"اور انھوں نے منہ موڑا اور اللہ بے پروا (مستغنی) ہے"

گمراہ کرنا ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان :

"اور نہیں گمراہ کرتا اس کے ساتھ مگر نافرمانوں کو"

دشمنی رکھنا ۔ ارشاد باری تعالیٰ :

"بے شک اللہ دشمن ہے کافروں کا"

اور بدلہ لینا ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد :

"پس تو نہ گمان کر اللہ کو اپنے رسولوں کے ساتھ وعدہ خلافی کرنے والا ، بے شک اللہ غالب اور بدلہ لینے والا ہے" و

دغیر ذلک ۔ اور اس کے علاوہ قدر و قضاء کے اجمالی اور تفصیلی مرتبے ہیں۔

واقتضاء اجمالا وتفصيلا حسب سلطنة الاسماء الجلالية التى هى مبادى تعينات الممكنات ، ثم توزيعها في استعدادات الصنفية والفردية ثم . وثم كما اشير اليها فى قوله صلّى الله عليه وسلّم ان الله خلق خلقه فى ظلمة ، وفى اخذ الميثاق وكتابة الملك الشقاوة والسعادة عند نفخ الروح وقوله تعالى وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ . الى سائر ما ذكر من ذلك فى بابه ، ويلحق[95] بها النحوسات السماوية على تفصيل فاصل . فتلك ظلمات[96] نافذة عليهم محيطة بهم ماضية فيهم .

وبعد هذا البسط ، فانت مخير تختار هذه الطريقة المرتبة ، او تاخذ من كل قسم جزءا ، او من قسم واحد طبقات او من طبقة افرادا فاعرف وتنبه ، لان المذكور فى الآية مطابقة وتضمنا و

جن کا اصل ان جلالی ناموں کی سلطنت (غلبہ) ہے جو ممکنات کے تعین اور تشخص کے مبادی ہیں پھر انکی تقسیم صنفی اور شخصی استعدادوں میں ۔

پھر جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ تحقیق اللہ نے اپنی مخلوق کو تاریکی میں پیدا فرمایا اور روح پھونکنے کے وقت فرشتے کا اس کا بدبخت ہونا اور نیک بخت ہونا لکھ دینا اور پختہ وعدہ لینا (ان میں بھی اس کی طرف اشارہ ہے ۔) اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"اور لیکن ثابت ہو چکی ہے بات مجھ سے کہ میں ضرور دوزخ کو بھر دوں گا"

اور اس باب میں اس قسم کی باقی باتیں جو ذکر کی گئی ہیں وغیرہ ۔ اور اسی سے آسمانی نحوستیں ملحق ہیں پوری تفصیل کے ساتھ ۔ پس یہ اندھیرے اور تاریکیاں ہیں جو ان پر نافذ ہیں ان کو گھیرے ہوئے ہیں اور ان میں جاری ہونے والی ہیں۔

اور اس تفصیل کے بعد تجھے اختیار ہے چاہے تو اس مرتب طریقہ کو اختیار کرے یا اس کی ہر قسم سے ایک جزء لے لے یا ایک قسم کے طبقات لے لے یا ایک طبقے

---

[95] فى ا ، ط "يلتحق"
[96] فى ا ، ط "الظلمات"

ا[illegible] ظلمات [illegible] اعادی هٰهنا ظلمة خامسة هی ظلمة اللیل فان [illegible] الظلمات [illegible] یکون باللیل و مثلة الظلام تعتبر فیه کما فی قوله تعالیٰ مثلهم کمثل الذی استوقد [illegible] کصیب من السماء وهی حقیقة [illegible] النعمة الیومانیة البدنیة المشترکة فی الناس [illegible] تمثیل نور تعتبر فی اللیل ایضا، والاستصباح بالسراج انما یکون باللیل، فافهم و [illegible] علم۔

ولقد ذکر فی تفسیر آیة النور [illegible] الیه والدی رضی الله تعالیٰ عنه فی کتابه لمعات، هی وفق الوجوه بلسان الشریعة وحقیقتها، واطبق بالآیة، والصب بمقابلة آیة الظلام حیث کانت تشبیهًا لاعمال الکفار۔

کے افراد لے لے۔ لیکن جان لو اور آگاہ رہو کہ آیت کے اندر مطابقی اور تضمنی طور پر اگرچہ چار ظلمات کا ذکر ہے لیکن یہاں پانچویں ظلمت (تاریکی) بھی عادةً التزامی طور پر مذکور ہے اور وہ رات کی تاریکی ہے کیونکہ تاریکیوں کو تہ بہ تہ جمع ہونا اور شدید تر ہونا عمومًا رات کے وقت ہوتا ہے اور انکی مثالیں زیادہ تر اسی میں معتبر سمجھی جاتی ہیں، مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے: "ان کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے آگ جلائی" اور ارشاد ربانی "یا اس شخص جیسی جو آسمان سے برسنے والی بارش میں ہو" اور یہ حقیقتاً بدنی جسمانی تاریکی سے جو تمام لوگوں میں مشترک سبب بنتی ہے جیسا کہ نور کی مثال کو بھی رات میں ہی اعتبار کیا جاتا ہے اور چراغ سے روشنی حاصل کرنا بھی رات کو ہی ہوتا ہے۔ پس غور سے سمجھو اور اللہ سب سے بہتر جاننے والا ہے۔

اور میں آیت النور کی وہ تفسیر ذکر کرنے لگا ہوں جس کی طرف میرے والد مرحوم نے اپنی کتاب لمعات میں اشارہ کیا ہے اور جو سب سے زیادہ شریعت کی زبان اور اس کی حقیقت کے ساتھ موافق اور آیت کے ساتھ مطابق اور آیت الظلام کے مقابلے میں زیادہ مناسب ہے جو کفار کے اعمال کی تشبیہ میں بیان کی گئی ہے۔

---

٩٧ ن "بان یکون"

[98] و [illegible] الشرائع [illegible] دائما [illegible] وھم من [illegible] و قرب و ھدی و کونه شعارا لمن تبع رضوان الله و [illegible] فی مدارکھم و فرط اعتنائهم بھا تکتسب قوة غیبیة بھا تنقع [illegible] وتکتسی کسوة نورانیة فتعمل مع تجلیات التی تنکشف لا کمال [illegible] و معانی [illegible] المعلوم، وبذا المعنی هو الفاصل بین الشریعة [illegible] و حکمة [illegible] حقیقة [illegible] الوجود یتبدل تعبیرات الانبیاء علیهم السلام بالشرائع فهم بما یحکمون[99] [illegible] حق و باطل، وحلال وحرام، ومباح و واجب،

اس کا اجمالی بیان یہ ہے کہ شریعت کے لیے عالم ناسوت میں ظاہر ہونے سے پہلے ملاءِ اعلیٰ میں نفس [illegible] سے ایک وجود ہے جس کے ساتھ انکے استحسان اور ہمتیں (قصد و ارادے) متعلق ہوتے ہیں جس نے اس پر عمل کیا اس کے لیے کامیابی، قرب الٰہی اور ہدایت کے حاصل ہونے کا حکم ہے اور یہ ان لوگوں کا شعار (نشان) ہے جنہوں نے اللہ کی [illegible] کی اور وہ اس گردش میں اس کی جماعت اور اس کے گروہ میں [illegible] ان کے حقول میں اپنے طویل رسوخ اور انکی زیادہ توجہ کی وجہ سے ایک غیبی قوت حاصل کر لیتی ہے جو دنیا و آخرت میں جزاء کا سبب بنتی ہے اور ایک نورانی لباس پہن لیتی ہے جس کی وجہ سے وہ ان تجلیات کے ساتھ کام کرتی ہے [illegible] جس کے عکس میں اور وہ معانی جو ان کے مقام و محل میں وہ صورت ذہنیہ کا [illegible] ہے اور یہی معنی شریعت الٰہیہ اور حکمتِ خلقیہ میں حدِ فاصل ہے، اور اس وجود [illegible] کی وجہ سے انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کی تعبیریں بدلتی رہتی ہیں اور وہ اپنے فرمان سے فیصلہ فرماتے ہیں کہ یہ حق ہے اور وہ باطل، یہ حلال، اور وہ حرام، یہ مباح اور وہ واجب، بسبب اسی وجود سے

---

٩٨ فی ا،ط "استحسانهم"
٩٩ فی ا،ط "یحکمون"

عن ہذا الوجود، وبالجملة فیہ ظلمات، ما لم تکن کزجاجة مندیة فی المشکوٰة، یترشح فیہا زیت من قبل تمام المل الاعلیٰ وبرکاتہم، تکاد تضیئ بتنویر الباطن والقاء السکینة، ولو لم تمسسہ نار، ماخوذ من زیتونة بعیدة لعلیین ولندی الاعلیٰ فی رض حظیرة القدس لا شرقیة ولا غربیة، یتوقد منہ نور عظیم من حب اللہ تعالیٰ ورضوانہ کالمصباح کما اشیر الیہ فی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم حکایة ما تقرب الیّ عبد لبشیٔ احب الیّ من اداء ما افترضت علیہ، ولا یزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتیٰ احببتہ . . . الخ ۔ وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم حکایة من اتانی یمشی اتیتہ ہرولة ، فیکون ذلک وجودا سابغا ربانیاً وکسوة نورانیة لبیة معتمدة علی

ہے اور حاصل کلام یہ ہے کہ اجسام میں ان کی اشکال مشکوٰۃ میں جیکہ زجاجہ کی مانند ہیں جو ملاء اعلیٰ کے ہموم اور برکات کے تیل سے مترشح (چھڑکاؤ کیا جاتا ہے) ہوتا ہے اور قریب ہے کہ وہ باطن کے نور اور سکینت و تسلی کے القاء سے روشن ہو جائے۔ چاہے اسے آگ نہ چھونے پائے۔ وہ آگ جو علیین کے طبقہ سے اور حظیرۃ القدس کی سرزمین مجلس اعلیٰ کے ہم نشینوں کے زیتونہ سے حاصل ہو جو نہ شرقی ہیں اور نہ غربی، اور اس سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور رضا و خوشنودی کا نور عظیم روشن ہوتا ہے۔ یہ مصباح کی مانند ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ارشادِ گرامی کو نقل کرتے ہوئے کیا گیا کہ کسی بندہ نے میرا قرب کسی اور چیز سے حاصل نہیں کیا جو میرے ہاں ان فرض کی ادائیگی سے جو میں نے اس پر فرض کیے ہیں زیادہ محبوب ہو اور بندہ مسلسل نفلی عبادات سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں … الخ ۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فرمان کو نقل کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "جو میرے پاس چل کر آتا ہے میں اس کی طرف تیز تیز قدموں کے ساتھ آتا ہوں۔" پس یہ ایک مکمل ربانی وجود اور اللہ تعالیٰ کے نور کا ایک لباس بن جاتا ہے جو روح

الروح، اعتماد النار الطوی علی الشجرة ، من رسوم تجلیات الحق ، وملکوتہ، واللہ سبحانہ اعز و اکرم واحق واحکم ۔

(ج) وثالثہا لما انتہیت بالکلام فی تفسیر آیتی النور والظلام الی حیث کاد ینفصم علیہ سلک النظام وینقبض عندہ رضیع اللسان بالانفطام، احببت ان لا ابرح حتیٰ اشیر الی رمزة ، یمارسہ نقاد اہل التحصیل الذین لہم فرط عنایة بالتعمق ، فی لجة التوجیہ والتاویل ورسوخ قدم فی سبیل الجرح والتعدیل ، والذین جرحتہم تشق شعرات الدقائق بنصال الفکر الاصیل ، و صنعتہم شد شاردات الرقائق بحبال الترکیب والتحلیل ، لما رجوت فی ذلک وجوہا من النفع

پر اس طرح اعتماد اور سہارا کرتا ہے جیسے طوی کی آگ درخت پر ۔ جو حق تعالیٰ کی اعلیٰ تجلیات اور اس کی ملکوت سے ہے اور اللہ سبحانہ سب سے زیادہ عزت والے، کرم والے، سچے، اور حکمت والے ہیں۔

ج ۔ تیسری تفسیر: جب میں نے آیت النور اور آیت الظلام کی تفسیر میں یہاں تک کلام ختم کیا جہاں سے قریب تھا کہ نظام کی لڑی ٹوٹ جائے اور زبان کا دودھ پینے والا یہاں دودھ چھڑانے کے عمل سے پریشان ہو جائے تو میں نے پسند کیا کہ میں پیچھے نہ ہٹوں یہاں تک کہ اس نشان کی طرف اشارہ کر دوں جسے ان اہلِ علم ناقدین نے نشان زدہ کیا ہے جنہیں توجیہ اور تفسیر کی موج میں گہرا غوطہ لگانے کی طرف زیادہ رغبت ہوتی ہے۔ اور جرح و تعدیل میں جن کے قدم مضبوط و راسخ ہوتے ہیں اور جن کا پیشہ اپنی عمدہ فکر کے تیروں کے ساتھ باریکیوں کے بال چیرنا اور باریک لطائف کا اتارنا ہے ہے اور جن کی صنعت ترکیب اور تحلیل کی رسیوں کے ساتھ بھاگنے والے نکتوں کو باندھنا ہے کیونکہ مجھے اس میں کئی وجوہ سے بہت نفع کی امید ہے ۔ پس اس میں سے حجۃ الاسلام امام غزالیؒ نے جو

نسخہ ن " عکوسہ

نسخہ ل و ط "التوجیہ"

التخييل تمن [illegible] بالقوة الحاسة[1] والزجاجة بالخيالية، والمصباح بالعقلية [illegible] والزيت بالقوة القدسية المختصة بالانبياء وكمال الاولياء [illegible] بينهما مالاتناله القوة عقلية من اسرار الربوبية [illegible] باستعمال المفكرة واستغنارها عن جنوف من الامداد الخارجية من تحمل براهين [illegible] المعلمين وفيه ترك لتعرض لمناره لاري به بعد ذكر المصباح بأس، ثم ان [illegible] جهات فليست بشرقية ولا غربية

فائدہ پہنچایا اور بہت ہی عمدہ نفع پہنچایا جہاں آپ نے مشکوٰۃ کو قوۃ حاسہ کے ساتھ تشبیہ دی اور زجاجہ کو قوۃ خیالیہ کے ساتھ مصباح کو تشبیہ کے ساتھ [illegible] قوۃ مفکرہ کے ساتھ اور زیت کو قوۃ قدسیہ کے [illegible] سے تشبیہ دی [illegible] قوۃ مفکرہ کا شبہ ہے جو [illegible] اس قوۃ کا پہنچنا اس چیز کو جس کو قوۃ عقلیہ، قوۃ مفکرہ [illegible] ربوبیت کے اسرار [illegible] خودی امور [illegible] اس قوۃ کا [illegible] اور استادہ سے سیکھنا وغیرہ سے مستغنی ہونا۔ اور اس تقریر میں [illegible] گیا تو ص چھوڑ دیا گیا، در میرے خیال میں مصباح کا ذکر کرنے کے بعد [illegible] اور ان افکار کے شعبے جو جہات سے خارج ہیں [illegible] خارجی امداد سے

---

[2] فی [illegible] «الحاسة»
[3] فی [illegible] «كمل»
[4] ن «خصصة بر تتمن»
[5] فی [illegible] «مزيعس»
[6] فی [illegible] «خارجية»
[7] فی [illegible] «واستقن»
[10] فی [illegible] «الخارجية»

والزيت استغناء عن كثير من الامداد الخارجية يكاد يضيء، ولو لم تمسسه نار، ولكن في استنارة القوة القدسية بالعقلية، استنارة الزيت بالمصباح تامل، ولعل الامر بالعكس، وقريب منه ما ذكره ابونصر في نظمه قائلاً۔

نظرت بنور العقل اول نظرة	فغبت عن الاكوان وارتفع اللبس،
ولا زال قلبي لائذا بجنابكم	وحضرتكم حتى فنت فيكم النفس،
فصار بكم ليلي نهارا وظلمتي	ضياءً ولاحت من جنابكم الشمس،
فزيتونة الفكر الصحيح اصولها	مباركة اوراقها الصدق والانس،
وزيتي روح والخيال زجاجتي	وعقلي مصباح ومشكوة الحس،

بے نیاز ہونے کی وجہ سے قریب ہے کہ خود بخود روشن ہوجائے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے لیکن اس بات میں کہ قوۃ قدسیہ قوۃ عقلیہ سے روشنی حاصل کرتی ہے جیسے تیل چراغ سے حاصل کرتا ہے کچھ تامل ہے شاید معاملہ اس کے برعکس ہو اور اسی کے قریب ہے جو ابو نصر فارابی نے اپنی نظم میں کہا ہے۔

— میں نے عقل کے نور سے پہلی بار دیکھا۔ تو میں دونوں جہانوں سے غائب ہوگیا اور لتباس ختم ہوگیا۔ (اُٹھ گیا)

— اور میرا دل ہمیشہ آپ کے جناب اور آپ کی بارگاہ کے ساتھ چمٹا رہا یہاں تک آپ میں میری جان فنا ہوگئی۔

— پس آپ کی وجہ سے میری رات دن بن گئی اندھیرا روشنی میں تبدیل ہوگیا اور آپ کی جناب سے سورج ظاہر ہوگیا۔

— پس فکر صحیح کا زیتون اس کی جڑیں مبارک ہیں اس کے پتے سچائی اور انس و محبت ہیں۔

— اور میرا روغن روح ہے، خیال میرا شیشہ ہے، عقل چراغ ہے اور حس (حواس)

الا ان جعلہ الروح زیتا مع جعل الفکر زیتونۃ غیر سدید۔

ومن ذلک ما ذکرہ شیخ الفلسفۃ ابو علی بن سینا حیث شبہ العقل الہیولانی بالمشکوٰۃ، والعقل بالملکۃ بمعنی ارتقاش بالضروریات بالزجاجۃ، والعقل بالفعل بالمصباح وملک الوحی والالہام بالنار، ثم ان ملکۃ الانتقال من الضروریات الی النظریات ان کان بالفکر فکالزیتونۃ، او بالحدس فکالزیت او بالقوۃ القدسیۃ، فکالذی یُضِیْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ۔

وفی التوزیع امور یخالف السوق مخالفۃ ظاہرۃ، ثم ظرفیۃ المشکوٰۃ ایضاً لاتخلو عن تکلف، ومن ذلک محملان حمل علیہما المولی نظام الدین النیسابوریؒ فی تفسیرہ باعتبار عالمی الآفاق والانفس؛

اس کا طاق ہے۔

البتہ ابو نصر کا روح کو زیت اور فکر کو زیتونہ بنانا درست نہیں۔

اور اسی سے وہ توجیہ ہے جو شیخ فلسفہ جناب بوعلی بن سینا نے ذکر کی کیونکہ اس نے عقل ہیولانی کو مشکوٰۃ سے تشبیہ دی اور عقل بالملک کو جب کہ وہ بدیہی اشیاء کے ساتھ نقش ہونے کے معنی میں ہو زجاجہ کے ساتھ اور عقل بالفعل کو مصباح کے ساتھ اور وحی والہام کے ملک کو نار کے ساتھ تشبیہ دی پھر ضروریات سے نظریات کی طرف منتقل ہونے کی قدرت تامہ اگر فکر ونظر کے ساتھ ہو تو زیتونہ کی مانند ہے اور اگر حدس کے ساتھ ہو تو زیت کی مانند یا قوۃ قدسیہ کے ساتھ ہو تو اس چیز کی مانند جو خود بخود روشن ہو جاتی ہے چاہے اُسے آگ نہ چھوئے۔

اور اس تقسیم میں کئی امور میں جو کلام کے سیاق کے ساتھ ظاہراً مخالف ہیں، مشکوٰۃ کا مظروف ہونا تکلف سے خالی نہیں اور اسی سے دو محمل ہیں جن پر مولیٰ نظام الدین نیساپوریؒ نے اپنی تفسیر میں دو جہانوں آفاق اور انفسی (خارجی اور داخلی) کے اعتبار سے محمول کیا ہے۔

اما الاول فاشتعال مصباح الکرسی فی زجاجۃ العرش، واتقادہ فی مشکوٰۃ عالم الاجسام من زیتونۃ الملکوت، التی ہی باطن الاجسام، غیر منسوبۃ الی مشرق القدم، ولا مغرب الفناء، یکاد زیتہا اعنی عالم الارواح لشدۃ قربہ من طبقۃ الوجود یضیء بالظہور من العدم، فی عالم الصورۃ المتولدۃ، بازدواج عالمی الغیب والشہادۃ، ولو لم تمسسہ نور القدرۃ الالٰہیۃ، والنور الذی علی النور، نور الصفۃ الرحمانیۃ علی العرش کما فی قولہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى۔

واما الثانی۔ فاستنارۃ مصباح سر الانسان فی زجاجۃ قلبہ معلقۃ فی مشکوٰۃ جسدہ متوقداً من زیت، وروحہ التام الاستعداد لقبول نور العرفان من نار التجلی والہدایۃ المستفاد من زیتونۃ روحانیۃ مخلوقۃ للبقاء کما مر، فاذا انضم الی نور العقل صار نوراً علی نور۔

محمل اول: پس کرسی کے مصباح کا عرش کے زجاجہ میں روشن ہونا جب کہ وہ عالم اجسام کے طاق میں واقع ہے ملکوت کے زیتونہ سے جو کہ اجسام کا باطن ہے وہ قدم کے مشرق کی طرف منسوب نہیں اور نہ فناء کے مغرب کی طرف منسوب ہے قریب ہے کہ اس کا زیت یعنی عالم ارواح طبقہ وجود کے زیادہ قریب ہونے کی بناء پر عدم سے عالم صورت میں جو کہ عالم غیب اور عالم شہادت کے باہمی تعلق سے پیدا ہوتی ہے ظہور کے ساتھ روشن ہو جائے۔ اگرچہ اسے قدرتِ الٰہیہ کا نور نہ چھوئے وہ نور جو نور علیٰ نور ہے وہ عرش پر صفت رحمانی کا نور ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں واضح ہے۔ "رحمٰن نے عرش پر استوار کیا"۔

محمل ثانی: انسان کے راز کے مصباح کو، اس کے دل کے زجاجہ میں منور ہونا جو اس کے جسم کے مشکوٰۃ میں معلق ہے اور زیت سے جلایا (روشن کیا) گیا ہے اور اس کی روح جو نار تجلی کے نورِ عرفان کو قبول کرنے کی استعداد تام اور ہدایت جو روحانی زیتونہ سے مستفاد ہے جسے بقاء کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ ——

ولا يخفى بعد الوجه الثاني، هو بانه على سرّ الانسان الذي هو غير مقوى لادراكية التي تعتمدها على الدماغ دون القلب، وغير النفس الناطقة التي جعلها زيتا، هو، ثم الذي يكون الروح حيواني، ودون شجرة الروحانية غير زيتية، الروح اي شيء هو، وكيف يكون النفس الفلكية والعقول الكلية روحانية، الا ان يريد رب النوع، وكذا نبوّ وجه الدّن، فان العرش محيط ببقية الاجسام، ولا كذلك الزجاجة من المشكوة، واشرف جوهرا واشد ضوءا من الكرسيّ، ولا كذلك هي من المصباح، ثم ما الافتراق بين شجرة الملكوت الذي هو باطن الاجسام، وبين عالم الارواح، ولم يتكلف بقوله نُورٌ عَلَىٰ نُورٍ، بما لا يدعو اليه السياق ؛

۔۔۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے پس جب اُسے نورِ عقل کے ساتھ ملا یا جائے تو وہ نور علیٰ نور ہو جاتا ہے۔ اور اس وجہِ ثانی کا قریب ہونا مخفی نہیں۔ اگر انسان کے راز سے مراد ہو جائے جو دل کی قوتوں سے الگ چیز ہے جن کا اعتماد دماغ پر ہوتا ہے دل پر نہیں۔ اور نفسِ ناطقہ سے الگ جس کو اس نے زیت قرار دیا ہے وہ کیا ہے سوائے اس کے کہ وہ روح ہوائی ہو۔ اور شجرہ روحانیہ سے روح کے زیت کے علاوہ کیا چیز ہے اور نفس فلکی اور عقول کلیہ کیسے روحانی ہو سکتے ہیں : ہاں اگر وہ ربّ النوع مراد لے تو ہو سکتا ہے، اور اسی طرح وجہ دّن کا دور ہونا بھی ظاہر ہے کیونکہ عرش باقی تمام اجسام کو گھیرے ہوئے ہے لیکن زجاجہ کی مشکوٰۃ کے ساتھ یہ حالت نہیں، اور عرش ذات کے اعتبار سے کرسی سے شرف اور اس سے زیادہ روشن ہے لیکن مشکوٰۃ کی مصباح کے ساتھ ایسی کیفیت نہیں۔ پھر شجرۃ الملکوت جو اجسام کا باطن ہے اور عالم ارواح میں کیا فرق ہے ؟ اور اللہ تعالیٰ کے ارشاد نورٌ علیٰ نورٍ کے بارے میں کیوں ایسی توجیہ کا تکلف کیا جائے جس کو سیاقِ کلام نہیں چاہتا۔

ومن وجوه ما ذكره الشيخ علي المهائمي في تفسيره الرحماني مشيرا الى مقامين ان مثل نور الحق في السموات والارض كاشراق مصباح الروح الانساني بواسطة زجاجة القلب في مشكوة بدنه متوقدا من زيتونة النفس الحيوانية المثمرة بالقوى ودافعيها، لا هي من المجردات ولا من كثائف الجسمانيات يكاد زيتها لطافتها يضيء، فتفعل افعال شعلة الروح الانساني، فكذلك تعلق نور الحق بالعالم بواسطة العقول المتعلقة بالاجسام بواسطة النفوس الكلية المباركة بكثرة الملائكة، واذا كان الروح نور البدن والعقول نور الاجسام، والله سبحانه فوق نورهما فهو نور على نور محتجب بانوارهما، ولا يخفى ان توفيق نور الحق بنظيره بما ذكر غير مستوفي وان توقد النفس الناطقة من النفس الحيوانية

اور ان ہی توجیہات میں سے وہ ہے جو شیخ علی مہائمی نے "تفسیر رحمانی" میں دو مقاموں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ظاہر کی (لکھوائی)، کہ اللہ کے نور کے آسمانوں اور زمین میں روشن ہونے کی مثال ایسے ہے جیسے روحِ انسانی دل کے شیشے کی وساطت سے انسان کے بدن میں روشن ہوتا ہے جب وہ نفس حیوانی کے زیتونہ سے جلایا گیا ہو جو مختلف قوتوں اور ان کے افعال کا پھل دیتا ہے نہ وہ مجردات سے ہے اور نہ ہی کثیف جسمانیات سے۔ قریب ہے کہ اس کی لطافت کا روغن (تیل) روشن ہو جائے اور روحِ انسانی کے شعلے والے افعال کرنے لگے پس اسی طرح اللہ کے نور کا اس جہان کے ساتھ بواسطہ عقول کے تعلق ہے جو اجسام کے ساتھ بواسطہ نفوسِ کلیہ کے متعلق ہیں۔ وہ نفوس کلیہ کثرت ملائکہ کی وجہ سے مبارک ہیں اور روح بدن کا نور ہوئی اور عقول اس جہاں کا نور ہوئے اور اللہ سبحانہ ان دونوں کے نور سے بلند ہیں پس وہ نور علیٰ نور ہوئے ۔ ــــــــــــــ جو ان دونوں کے انوار کے پردے میں چھپے ہوئے ہیں۔ اور یہ بات مخفی نہیں کہ حق تعالیٰ کے نور کو اس مثال کے ساتھ جو ذکر کی گئی ہے موافق کرنا نا مکمل اور واضح ہے اور نفس ناطقہ کا نفس حیوانی سے روشن

فلہ فی ادط "ما ادہ"

امسلم مع حس بوجود ... مدد قد ث ن نہ تفصیل بلبہ

ذاں دحت وجہاں ... اتی بہمائی حطیۃ متشرح الخصوص حکلیتہا بلفظہا دیاقی انشاء
اللہ تعالیٰ من قبلی سبحانک اللّٰھم وبحمدک یا من وجودہ نور سماوات الاسماء والصفات
وارض اعیان الممکنات ... فی المشکوۃ عدمہا مصباح ظہورک اللائح من زجاجات
حبک الذی ہو کوکب دُرّی من شہودک، توقد من شجرۃ ربوبیتک المبارکۃ الجامع بین الاجمال
والتفصیل الزیتونیۃ ... من الایجاد والتفصیل ——— لا
شرقیۃ یکشف سبحات ولا غربیۃ ترخی الحجاب، یکاد زیت جمالک یضیٔ بالظہور، ولو لم
تمسسہ نار، حبک المحرقۃ للستور، وذٰلک نور علیٰ نور تہدی بنورک من تشاء من الاحیاء

ہوا چند وجوہ کے ساتھ مناسب ہوتا ہے جو نادر ہیں اور مثال کے لیے حاشیہ میں نقل
کی گئی ہیں۔

اس توجیہ سے اس کی دو اور تفسیریں ہیں جس کو شارح الخصوص کے خطبہ میں دیا
ہے۔ میں نے ان کو اسی کے الفاظ کے ساتھ نقل کر دیا ہے اپنی جانب سے اللہ تعالیٰ کی
تعریف لکھنے کی نیت کرتے ہوئے۔ اے اللہ تو پاک ہے اور ہم تیری تعریف کرتے ہیں
اے وہ ذات جو ناموں اور صفات کے آسمانوں اور ممکنات کی ذاتوں کی زمین کا نور ہے
مشکوٰۃ میں اس کا عدم چراغ ہے تیرے ظہور کا مصباح جو تیری محبت کے شیشوں سے ظاہر ہو وہ
محبت جو تیرے شہود سے چمکتا ہوا موتی ہے جو تیری ربوبیت کے درخت سے روشن ہوا
ہے جو اجمال و تفصیل کے درمیان جمع کے ساتھ مبارک ہے اور اپنی ایجاد و تفصیل کی وجہ سے
زیتونی ہے نہ وہ شرقی ہے جو سبحات کو ظاہر کرے اور نہ غربی ہے جو پردے ڈال دے
قریب ہے کہ تیرے جمال کا زیت ظہور کے ساتھ روشن ہو جائے گرچہ اسے آگ نہ
چھوئے۔ تیری محبت پردوں کو جلا ڈالنے والی ہے اور یہی نور علیٰ نور ہے تو اپنے نور کی

خلاصہ فی ۱۰۱ "التمثیل"

وتضرب الامثال ... لتحصیل ... متجلی ... فاخرجت ... تک
مع غایۃ ظہورک الامر علمت من عبیدہ انہ فی عماہ مقیم تسلل علی من مصباح روحہ نور
سموات الارواح وارض الاشباح قبل ان تطلع مشکوۃ بدنہ وتطلع علی زجاجۃ قلبہ
الذی ہو کوکب دُرّی من تجلی ربہ، توقد من شجرۃ نفسہ المبارکۃ الجامع بین الوجوب والامکان
الزیتونۃ بالشمول علی ثمرات الاعیان، لا شرقیۃ من المجردات ولا غربیۃ من المتعلقات
یکاد زیت نبوتہا یضیٔ بالکمالات، ولو لم تمسسہ نار ریاضتہ المقتضیۃ لظہور الآیات فاذا
مسہ فنور علیٰ نور تہدی لنور سرارہ من تشاء من الانبیاء والاولیاء، وتضرب الامثال

طرف زندوں میں سے جسے چاہتا ہے رہنمائی عطا کرتا ہے اور لوگوں کے لیے مثالیں
بیان کرتا ہے تاکہ ان کو انس و محبت حاصل ہو اور تو ہر چیز کو جاننے والا ہے تو نے اپنے
بارے میں باوجود انتہائی ظاہر ہونے کے سوائے اس شخص کے تو جانتا ہے کہ وہ مستقل
اندھے پن میں ہے کسی کو اندھا نہیں کیا۔ اے اللہ اس ذات پر درود بھیج اور رحمت
نازل فرما جس کی روح کا چراغ روحوں کے آسمانوں اور جسموں کی زمین کا اس وقت
سے پہلے نور ہے جس وقت وہ اس کے بدن کی مشکوٰۃ میں چمکا اور اس کے دل پر طلوع
ہو وہ دل جو اس کے رب کی تجلی سے ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے جو اس کی ذات کے
درخت سے روشن ہوا وجوب اور امکان کے درمیان جمع کے ساتھ مبارک ہے اور
اعیان کے ثمرات کو شامل ہونے کی بنا پر زیتونی ہے۔ نہ شرقی ہے یعنی مجردات میں
سے اور نہ غربی ہے یعنی متعلقات سے۔ قریب ہے کہ اس کی نبوت کا زیت کمالات
کے ساتھ روشن ہو جائے اگرچہ اسے ریاضت کی آگ نہ چھوئے۔ جو آیات کے ظہور
کو چاہتی ہے پس جب اسے چھو گیا تو وہ نور علیٰ نور ہو گیا تو اس کے رازوں کے نور کی
طرف اپنے انبیاء اور اولیاء میں سے جسے چاہتا ہے اس کی رہنمائی کرتا ہے اور لوگوں

خلاصہ فی ۱۰۱ "تفسیر"

ملتا ہیں بیلوا بستة، منکم برتبة بعض حجب ربت ی وا ب مثل نی مئیم فی معت من، قتبس نوره الاس علمت انه یستعداد بتقیم۔

ثم ان الظاہرات تعمیمن الآیۃ من قبیل الاقتباس، ودون تفسیرہ والتلخیص التنادیل مع حذف التکرار ومراعاۃ التناسب ولا سیما من لوجہ الاول صعب عسیر۔

ومن ذلک ما استنبطہ بعض المعاصرین علی طریقۃ الامام العارف الکامل الشیخ المجدد رضی اللہ تعالیٰ عنہ شبہ الذات الالٰہیۃ المتعالیۃ عن الجہات والاشارات والمشارق والمغارب بالزیتونۃ المبارکۃ واشیون المندرجۃ فی الذات بالزیت، والصفات الزائدۃ علیہا المبادی لتعینات ماعداہا بالمصباح، والظلال المتصبغۃ[12] منہا المنطبعۃ[13] فی مرایا العدم

کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ اقتباس کے بعض پردوں کو ہٹا کر تیرے پاس اس کے رتبے کو جان لیں اور تو ہر چیز جاننے والا ہے تو نے اس کے نور سے چنگاری حاصل کرنے سے کسی کو منع نہیں کیا سوائے اس شخص کے جسے تو جانتا ہے کہ اس کی استعداد بیمار ہے۔

پھر ظاہر ہے کہ آیت کی تعمین اقتباس کے قبیل سے ہے تفسیر نہیں، ورنہ اس تفسیر کا خلاصہ بیان کرنا تکرار کو حذف کر کے اور مناسبت کی رعایت کے ساتھ بالخصوص پہلی توجیہ سے تو بہت ہی مشکل ہے۔

اور اسی سے ہے جسے بعض ہم عصر علماء نے امام عارف کامل شیخ مجدد رحمہ اللہ کے طریقے پر استنباط کیا ہے۔ ذات الٰہی کو جو جہتوں، اشاروں، مشرقوں اور مغربوں سے بلند ہے اس کو زیتونہ مبارکہ کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور وہ شیون جو ذات میں مندرج ہیں ان کو زیت کے ساتھ، اور ان صفات کو جو اس پر زائد ہیں اور ماسوا کے مبادی ہیں مصباح کے ساتھ اور ان سایوں عکوس کو جو ان صفات سے نکلتے ہیں اور عدم

---

[12] ن "المنشعبۃ منہا"
[13] فی ا، ط "المنعبۃ"

القابلۃ بالزجاجۃ، ووجہ لطایاہا المودعۃ عالی ممکنات بالمشکوۃ، ونور الذات بتوسط الاضافۃ الذاتیۃ ما سوی من مصباح الصفات، ولو ساطعہا ربانیۃ الظلال، ولو بواسطۃ[14] ارفع ظلمۃ العدم عن حقائق الممکنات، وظلمۃ الطغیٰ عن قلوب المومنین وظلمۃ الغفلۃ عن قلوب العارفین، ولا یخفی ان ہذا الوجہ لا یتمشی علی بعض التقادیر الغریبۃ المذکورۃ فی الخاتمۃ ولا علی تحریر ظاہر مخالف مذکور فی المقدمۃ۔

ثم ان حقائق الممکنات عند الشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبارۃ عن مجموع الظلال والمرایا فیکون الزجاجۃ والمشکوۃ حقیقۃ واحدۃ متمیزۃ، وان النار وان حصلت من شجرۃ فالنور ذاتی لہا علی کل حال، فلیست ہی تستغنی من الزیت، وان قامت علیہ بل الامر بالعکس۔

کے ان آئینوں میں منطبق ہوتے ہیں جو ان کے مقابل ہیں زجاجہ کے ساتھ، اور ان عدمی آئینے جنہیں ممکنات کی حقیقتوں کا نام دیا جاتا ہے تو ان کے ساتھ تشبیہ دی ہے پس ذات ہی کے نور نے شیون کے ساتھ ذاتی طور پر روشن ہونے کے توسط سے صفات کے مصباح کو روشن کیا اور ان کی وساطت سے عکوس، سایوں، کے زجاجہ کو روشن کیے سے عدم کی تاریکی کو ممکنات کی حقیقتوں سے دور کیا اور کفر کے اندھیرے کو مومنوں کے دلوں سے اور غفلت کی ظلمت کو عارفین کے دلوں سے۔ اور یہ بات مخفی نہیں کہ یہ توجیہ بعض تقادیر عجیب و غریب جو خاتمہ میں مذکور ہیں پر حاصل ہوتی ہے نہ اس میں مذکور ہیں کہ یہ خلاف ظاہر ہے جن باتوں پر جو مقدمہ میں مذکور ہیں۔

مزید ممکنات کی حقیقتیں شیخ کے نزدیک سایوں اور آئینوں کے مجموعے سے عبارت ہیں پس زجاجہ اور مشکوۃ ایک ہی متحد حقیقت ہو گئے اور نار اگرچہ درخت سے حاصل ہوتی ہے پھر اس کا نور ہر حال میں ذاتی ہے۔ سو وہ زیت سے روشنی حاصل نہیں کرتی اگرچہ اس پر قائم ہے بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے پس شیخ کے

---

[14] فی ا، ط "وساطتہا"

فالاصوب[115] علی طریقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان یجعل الذات المقدسۃ زیتونۃ ولا بد من وجہ[116] تصیر زیتا عند الانفصال، وہی الشیون والصفات زیت، والتعین[117] الوجودی مصباح، ودائرۃ الظلال المجردۃ عن المرایا زجاجۃ، ووعاء دائرۃ الامکان من عالمی الامر والخلق مشکوٰۃ، واللہ اعلم۔

ومن ذلک لبعض آخر منہم، الوجود الحقیقی المطلق فی مرتبۃ ذاتہ زیتونۃ مبارکۃ وموجودیتہ[118]، وکمالہ بذاتہ قبل الاتصال بنار التعین والظہور زیت مضی، وہو فی مظہرہ الاتم اعنی روح الانسان مصباح فی زجاجۃ معلقۃ فی مشکوٰۃ القلب۔

طریقہ پر صحیح تر توجیہ یہ ہے کہ ذاتِ مقدسہ کو زیتونہ قرار دیا جائے اس کے لیے تیل (چکناہٹ) کا ہونا ضروری ہے جو درخت سے جدا ہونے کے بعد زیت کی شکل میں ہو جاتا ہے اور وہ شیون وصفات زیت ہیں تعین وجودی مصباح ہے اور عکوس کا دائرہ جو مرایا سے خالی ہے وہ زجاجہ ہے عالمِ امر اور عالمِ خلق دونوں میں سے امکان کے دائرے کا برتن مشکوٰۃ ہے اور اللہ بہتر جانتا ہے۔

اور اسی سے ان میں سے ایک اور کی توجیہ یہ ہے کہ وجودِ مطلق حقیقی اپنی ذات کے مرتبہ میں زیتونہ مبارکہ ہے تعین اور ظہور کی نار کے ساتھ متصل ہونے سے پہلے اسکی موجودگی اور ذاتی طور پر کامل ہونا روشن زیت ہے اور وہ اپنے مظہرِ اَتم یعنی انسان کی روح میں ایسے زجاجہ میں رکھا ہوا مصباح ہے جو دل کے مشکوٰۃ میں لٹکا ہوا ہے۔

اور اسی سے وہ توجیہ ہے جو فہم سے حاصل کی گئی ہے (انکی گہری فکر سے

---

[115] فی ا،ط "فالصواب"

[116] فی ا،ط "وجہتہ"

[117] فی ا،ط "التعین الوجودی"

[118] فی ا،ط "موجودیۃ کمالہ"

ومن ذلک المقتبس[119] من الفہم، اذا تجلی اللہ سبحانہ فی جذر ذات العبد تجلیا خارجیا علی وزان عینہ الذی ہو اول خروجہ الی ما بالفعل، اعنی الی سعۃ الاسم المرید المکنی عند تحقق الواقع، فسرت اشعۃ الی النفس الناطقۃ والنسمۃ کان التجلی مصباحا والعین زیتا والاسم المرید زیتونۃ، لاہی زمانیۃ ولا مکانیۃ والنفس الزجاجۃ، والنسمۃ مشکوٰۃ، ولما کان استنارتہا بلا واسطۃ[120] عدلا فی النظم الی قولہ کَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ۔

ومن ذلک ما قیل ان الآیۃ من قبیل تشبیہ بالہیئۃ المنتزعۃ من عدۃ امور وہذا القائل وان سلک مسلک السلامۃ ولکن اغمض اللحظ عن السیاق والسیاق المشعرین بدقۃ

اقتباس ہے) کہ جب اللہ سبحانہ نے بندے کی اصل ذات میں خارجی تجلی اس کے عین کے برابر فرمائی جو اس کے بالفعل وجود کی طرف پہلا خروج ہے یعنی نام کی گنجائش کی طرف جس سے یہ مراد ہوتا ہے اور واقع میں پائے جانے پر اس نام سے کنایہ کیا جاتا ہے تو تجلّی کی شعاعیں نفس ناطقہ اور نسمہ کی طرف چل پڑتی ہیں اب یہ تجلّی مصباح ہو جاتی ہے اور عین زیت ہو جاتا ہے اور اسم مرید زیتونہ مبارکہ جو نہ زمانی ہے اور نہ مکانی، نفس زجاجہ اور نسمہ مشکوٰۃ ہو جاتا ہے چونکہ اس کا روشن ہونا بلا واسطہ ہے اسلیے نظم قرآن میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی طرف عدول کیا گیا "جیسے طاق جس میں چراغ ہے"۔

اور اسی قبیل سے وہ توجیہ ہے جو کہا گیا کہ یہ آیت تشبیہ تمثیل کے قبیل سے ہے یعنی ایسی ہیئت کے ساتھ تشبیہ ہے جو کئی امور سے انتزاع کی جاتی ہے۔ یہ قائل اگرچہ سلامتی کی راہ پر چلا ہے لیکن اس نے سیاق وسباق کے لحاظ سے چشم پوشی کی ہے جو دونوں اس مثال کی باریکی اور اس کے اجزاء کے ذکر کے اہتمام اور انکی توصیف کو

---

[119] ن "من الفہم ـــ من تفہم؟"

[120] ن "عدل"

المثال، والاهتمام بذكر اجزاء المثال وتوصيفها، وحيث جرت اليك ناصية الامر وباتة فلا علی ان اطوی الكشح عما عداه، فان جمهورها حمايحوم حولها او يخط عنه، وفيه غنية للفطن الالمعی، واليه يرجع الامور.

(د) رابعها استقامة ما ذكر فی مسلك علی غيره او توارد مسلكين فی جزء علی جزء، او موافقتی لغيری فی شیء لا ينبغی ان يعد مستقبحا، اذ المسالك وان كانت متنوعة فليست متخالفة بالكلية بل ولا المختلفة علی الاطلاق والموافقة ليست علی سبيل التطفل والتقليد، فانی بحمد الله سبحانه فی غنية عن ذلك بل اما توارداً، او مصادفة، واما اعداد[الله] لبسط النظر، واعانة حتی انی عثرت بعد علی وجه من التفسير الحسينی يطابق الوجه الاول بتغير يسير. فلم

ظاہر کرتے ہیں۔ چونکہ میں نے اس معاملہ کی پیشانی اور کھوپڑی اے مخاطب تیری طرف کھینچ کر رکھ دی ہے اس لیے مجھ پر کوئی حرج نہیں اگر میں دیگر توجیہات سے پہلو لپیٹ لوں کیونکہ جمہور اسی کے گرد پریشان پھرتے ہیں یا اس سے نچلے درجے میں رہتے ہیں اور اسی میں ذہین وفطین آدمی کے لیے ماسوا سے بے پروائی کا سامان ہے اور اسی کی طرف سب امور لوٹتے ہیں۔

د: چوتھی۔ جو کسی مسلک میں ذکر کیا گیا اس کے غیر پر استقامت، یا کسی جزء میں دوسری جزء پر دو مسلک لانا یا کسی بات میں میرا دوسرے آدمی سے موافقت کرنا اسے بُرا شمار کرنا مناسب نہیں کیونکہ مسلک اگرچہ کئی قسم ہیں تاہم وہ بالکلیۃ ایک دوسرے کے مخالف نہیں اور نہ مطلقاً مختلف ہیں اور ان میں موافقت ایک دوسرے کا خوشہ چین (طفیلی) یا مقلد ہونے کی بناء پر نہیں۔ کیونکہ میں اللہ کے فضل سے اس بات سے بے پرواہ ہوں بلکہ مذکورہ باتیں یا تو توارد کی وجہ سے ذکر کی گئی ہیں یا ٹکراؤ کی وجہ سے یا وسعتِ نظر کے تیار کرنے اور اس میں مدد دینے کے لیے۔ حتیٰ کہ میں تفسیر حسینی کی

[الله] فی ا، ط "واما اعداد البسط"۔

انسخه عملا بقوله صلی الله عليه وسلم كلمة الحكمة ضالة المؤمن فحيث وجدها فهو احق بها التزاما لشيمة[الله] الانصاف وتحرزا من رذيلة الاعتساف، اذ لم يكن الغرض من هذا، البسط والتطويل، بل الاشارة الی قانون التطبيق والتاويل، فمن اتقن تحرير المثال عسی ان ياتی باصوب من هذا المقال، فلا ينبغی ان يتوهم، انما عليه الاعتماد والتعويل، وان له دون ما عداه السلامة والتفضيل، او ان نظن ادعاء التفرد والترجيح فانما المنظور الاصلاح والتصحيح، فرحم الله امرءً نظر فيه بعين السرور والرضی، ونبهنی بحسن الارشاد علی الزلل والخطاء، وتجنب سبيل التعنت والاذی۔

فهذا ما تيسر ايراده فی الحالة الراهنة، ويستنبط منه بالتركيب والقياس وجوه كثيرة وفی النظير

ایک توجیہ پر بعد میں مطلع ہوا جو معمولی تبدیلی کے ساتھ پہلی توجیہ کے مطابق ہو جاتی ہے تو میں نے اس کو منسوخ نہیں کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر عمل کرتے ہوئے "دانائی کی بات مؤمن کی گمشدہ چیز ہے پس جہاں اسے پائے تو وہ اس کا زیادہ حق دار ہے۔ انصاف کی عادت کا التزام کرتے ہوئے اور ظلم کی رذالت سے بچتے ہوئے کیونکہ میرا مقصد اس کلام سے زیادہ تفصیل اور بے جا طوالت نہیں تھی بلکہ صرف تطبیق اور تاویل کے قانون کی طرف اشارہ کرنا تھا پس جس نے مثال کی تحریر سمجھ لی ہو سکتا ہے کہ وہ اس گفتگو سے زیادہ صحیح گفتگو کرے پس یہ وہم کرنا مناسب نہیں کہ صرف اسی پر اعتماد اور بھروسہ ہے اور اسی کے لیے دوسروں کے سوا سلامتی اور فضیلت ہے یا یہ گمان کرنا کہ اس بات میں یگانہ ہونے اور راجح ہونے کا دعویٰ (تو یہ بھی مناسب نہیں)، بلاشبہ مقصود اصلاح اور درستگی ہے پس اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جس نے اس تفسیر میں مسرت اور رضا کی نظر سے دیکھا اور اچھے طریقے سے مجھے لغزش اور خطا پر آگاہ کیا اور طعنہ زنی اور اذیت سے اجتناب کیا۔

پس یہ وہ کلام ہے جو اس موجودہ حالت میں پیش کرنا میرے لیے آسان ہوا

[الله] ن "لشيمة"

toobaa-elibrary.blogspot.com

رجوۃ لکففت اللسان عنہا حیث لم المقصود بذل المجہود والاستقصار التوجیہات فی المقام المرصود، وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ؁

ثم استغفر اللہ من طغیان القلم واللسان ومن الزال والعصیان، واتوب الیہ واستہدیہ والوذبہ، واستکفیہ، واصلی علی حبیبہ محمد واشہد بہ[۱۲۳] وآخر قولی ظاہرا وباطنا ؁ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

اور اس سے ترکیب اور قیاس کے ساتھ بہت سی توجیہات نکالی جاسکتی ہیں اور دل میں کئی تفسیریں ہیں جن سے میں نے زبان کو روک رکھا ہے کیونکہ یہاں اس متعین مقام پر پوری کوشش کو خرچ کرنا اور تمام توجیہات کو گھیر کر جمع کرنا مقصود نہیں اور میری توفیق نہیں مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

اور اللہ تعالیٰ سے اپنے قلم اور زبان کی سرکشی اور لغزش و نافرمانی سے مغفرت و بخشش چاہتا ہوں۔ اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں اور اسی سے ہدایت طلب کرتا ہوں اس کے ساتھ پناہ حاصل کرتا ہوں اور اسی سے کفایت چاہتا ہوں اور اس کے حبیب حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجتا ہوں اور اسکی شہادت دیتا ہوں اور میرا آخری ظاہری اور باطنی قول یہ ہے کہ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو سب جہانوں کا پالنے والا ہے۔

AF-1555

---

[۱۲۳] کذا فی ا،ط " واستہدیہ بہ "

مطبوعات مکتبہ دروس القرآن فاروق گنج گوجرانوالہ

نام کتاب	جلد نمبر	صفحات	طبع	قیمت
تفسیر سورۃ الفاتحہ	مکمل	۱۸۴	پنجم	۶۵ روپے
〃 〃 البقرہ	جلد ۱	۴۹۶	سوم	۱۰۰ 〃
〃 〃 〃	〃 ۲	۶۴۸	دوم	۱۴۰ 〃
〃 〃 آل عمران	〃 ۳	۶۴۸	〃	۱۵۰ 〃
〃 〃 النساء	〃 ۴	۷۰۴	〃	۱۵۰ 〃
〃 〃 المائدہ	〃 ۵	۵۲۰	اوّل	۱۲۵ 〃
〃 〃 الانعام	〃 ۶	۵۵۲	دوم	۱۳۰ 〃
〃 〃 الاعراف	〃 ۷	۶۸۰	اوّل	۱۵۵ 〃
تفسیر سورۃ الانفال تا سورۃ التوبہ	〃 ۸	۶۲۴	دوم	۱۵۰ 〃
〃 〃 یونس 〃 〃 یوسف	〃 ۹	۸۵۶	اوّل	۲۲۵ 〃
〃 〃 الرعد 〃 〃 النحل	〃 ۱۰	۷۴۴	〃	۲۰۰ 〃
〃 〃 بنی اسرائیل 〃 مریم	〃 ۱۱	۷۲۴	〃	۲۱۰ 〃
〃 〃 طٰہٰ 〃 〃 النور	〃 ۱۲	۸۸۸	〃	۲۳۰ 〃
〃 〃 الفرقان 〃 〃 الروم	〃 ۱۳	۸۶۸	〃	۲۳۰ 〃
〃 〃 لقمان 〃 〃 الصّٰفّٰت	〃 ۱۴	۸۰۸	〃	۲۰۵ 〃
〃 〃 صٓ 〃 〃	〃 ۱۵			زیر طبع
〃 〃	〃 ۱۶			〃 〃
〃 〃 الملک 〃 〃 المرسلٰت	پارہ ۲۹	۴۸۸	سوم	۱۰۰ روپے
〃 〃 النبا 〃 〃 الناس	〃 ۳۰	۵۹۲	〃	۱۴۰ 〃
دروس الحدیث	جلد ۱	۳۳۲	اوّل	۷۵ 〃
دروس الحدیث	〃 ۲	۴۰۸	〃	۹۰ 〃
دروس الحدیث	〃 ۳	۳۹۲	〃	۹۰ 〃
دروس الحدیث	〃 ۴	۳۹۲	〃	زیر طبع
نماز مسنون کلاں	مکمل	۸۴۰	پنجم	۱۶۰ روپے
خطبات سواتی	جلد ۱			

toobaa-elibrary.blogspot.com

طوبیٰ ریسرچ لائبریری

اسلامی اردو، انگلش کتب،

تاریخی، سفرنامے، لغات،

اردو ادب، آپ بیتی، نقد و تجزیہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

toobaa-elibrary.blogspot.com